سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کی مُبارک مجلسیں

علی اصغر چوہدری

Marfat.com

Marfat.com

سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کی مُبارک مجلسیں

علی اصغر چوہدری

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

297.63 Ali Asghar Ch.
Syed-ul-Ambia Sallulah-o-Alaih-e-Wasallam Ki Mubarak Mujlisain/Ali Asghar Ch. - Lahore : Sang - e - Meel Publications, 2001.
191p.
Kitabiat:p. 191.
1. Islam 1. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے

۲۹۷٫۹۹۳۱
اصغ ۲۸م
۸۰۰۹۵

2001.
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall) P.O. Box 997 Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com
Chowk Urdu Bazar Lahore Pakistan. Phone 7667970

زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

Marfat.com

"میرے سب ساتھی ستاروں کی مانند ہیں۔ سو
تم ان میں سے کسی کی پیروی کرو گے' ہدایت پاؤ گے۔"

حدیث مبارکہ

احادیث مبارکہ

ا۔ "جب تم جنت کے باغوں میں گزرا کرو تو کچھ حاصل بھی کرلیا کرو"
صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جنت کے باغ کیا ہیں آپ ﷺ نے فرمایا "علمی مجالس"

2۔ "اللہ کے بہترین بندے وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے"

3۔ کسی نے دریافت فرمایا "یارسول اللہؐ بہترین ہم نشین ہم لوگوں کے واسطے کون شخص ہے"
آپؐ نے فرمایا" کہ جس کے دیکھنے سے اللہ کی یاد پیدا ہو۔ جس کی بات سے علم میں ترقی ہو جس کے عمل سے آخرت یاد آجائے"

4۔ "اللہ کی یاد کرنے والی جماعت کے لوگوں کو جو اخلاص سے اللہ کو یاد کررہے ہوں ایک پکارنے والا آواز دیتا ہے کہ اللہ نے تمہاری مغفرت کردی اور تمہاری بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔

"دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں اور اس کے رسولؐ پر درود نہیں۔ اس مجلس والوں کو قیامت کے دن حسرت ہوگی"۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن مجالس میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہوتی ہے وہ آسمان والوں۔ کے نزدیک ایسی چمکتی ہیں جیسے زمین والوں کے نزدیک ستارے"۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! اور میرے بعد ان کو ہدف تنقید نہ بنالینا۔ (یاد رکھو) جس نے ان سے محبت رکھی تو ان کی یہ محبت مجھ سے محبت کی وجہ سے ہے۔

اور جس نے ان سے بغض رکھا تو یہ گویا اس کو مجھ سے بغض ہے، جس کا اظہار ان سے بغض کے پردے میں کیا جارہا ہے اور (یاد رکھو) جس نے ان کو اذیت پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی، بلاشبہ اس نے اللہ کو تکلیف دی۔ اور جو اللہ کو تکلیف دے گا، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ فرمائے۔''

(جامع ترمذی)

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

1-	حرف اوّل	11
2-	مجالس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جھلکیاں	13
3-	مسجد قبا کی ایک مجلس	17
4-	سرزمین یثرب کی بستی بنو سالم میں حضور اکرم ﷺ کا پہلا خطبہ جمعہ	19
5-	سلع کے باشندے	23
6-	مسجد نبوی کی ایک روح پرور مجلس	29
7-	مجلس نبوی اور عمیر بن وہب کی آمد	31
8-	عفو وکرم کی مجلس	33
9-	رحمت ورافت کے نظارے	35
10-	ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم درکار ہیں	36
11-	خطبۂ تبوک	38
12-	شہیدوں کی یاد میں	41
13-	ایک مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا	43
14-	ایک انوکھی تجویز	46
15-	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا	48
16-	سفانہؓ طائی مجلس نبوت میں	49
17-	ایک پسندیدہ وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں	51
18-	جنت البقیع میں ایک مجلس	53
19-	ایک مجلس میں دین کی تبلیغ	55
20-	جس مجلس میں ایک نووارد نے پوچھا......	57

Marfat.com

21-	ایک ہی بزرگ صحابی دو مجلسوں میں	60
22-	عقیدت مندوں کے حلقے میں ایک نووارد	62
23-	مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک چمکتے ہوئے چہرے والے	63
24-	خوش قسمت نوجوان مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں	64
25-	حضرت عبداللہ بن سلام مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں	65
26-	شہید صحابیؓ کے لیے دعا	67
27-	میں ظلم کا گواہ نہیں بنتا	69
28-	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک محبوب صحابیؓ	71
29-	اس کا کون مصداق ہے	73
30-	تین قیدی	74
31-	زبردست بشارت	77
32-	اونٹنی کا گوشت	80
33-	میں ہی سب سے زیادہ غریب ہوں	83
34-	قصیدۂ بانت سعاد	85
35-	الٰہی اسے صاحبِ جمال کردے	87
36-	مجلس مبارک میں ایک انوکھا اجنبی	88
37-	جنّت کی راہ	90
38-	نیک بخت اور بدبخت...... کون؟	93
39-	جنت اور دوزخ	95
40-	بدلہ لینے کی قدرت کے باوجود معاف کردینا	97
41-	تم مسجد حرام میں اذان دیا کرو	99
42-	وقت وقت کی بات ہے	101
43-	حضرت سعد الاسود سہمیؓ	103
44-	وفد بنو تمیم	107
45-	آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہوگئی	109
46-	دانت اور دیت	110

47- کھجوروں کا باغ	112
48- مثالی میزبان	114
49- حضرت ابوہریرہ دوسیؓ	116
50- اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار	117
51- مال صالح مرد صالح کے لیے بہتر ہے	120
52- جب اللہ نے ہدایت دی	121
53- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر	124
54- اس غلام کو اللہ کے لیے آزاد کرتا ہوں	126
55- صاحب عصا	127
56- مجھے بتایا گیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں	129
57- رب کا کلام	131
58- خوش بخت بچہ	133
59- برکت کی دعا	134
60- رزق کثیر کی دعا	135
61- انشاء اللہ تم کو کوئی نقصان نہ ہوگا	136
62- بیٹھ جاؤ	137
63- اللہ آپ کی مغفرت کرے	138
64- مہمان نوازی	140
65- دومتہ الجندل کی مہم	141
66- خوف خدا	143
67- اپنا چہرہ چھپالو	144
68- ناداری کا عذر	145
69- اذان	147
70- یاد	148
71- محبت و شیفتگی	149
72- نابینا صحابیؓ	151

Marfat.com

73- ایک تدبیر	153
74- بدکار مرد اور بدکار عورت	155
75- دربار رحمت	156
76- احترام نبوّت	157
77- قرضہ اور چھوہارے	158
78- اذان کی ابتدا	160
79- ان کی آواز سے تو خون ٹپکتا ہے	161
80- لعان	164
81- کوئی شخص حامی نہ بھرتا تھا	166
82- عورتوں کے لیے اجر	168
83- مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں روشنی	170
84- قبول اسلام	171
85- وفد بنی عبدالقیس	172
86- وفد ثقیف (طائف)	174
87- رحمت ہی رحمت	177
88- تعصّب	178
89- معزز آدمی کی عزت کیا کرو	180
90- کہانت اور اسلام	182
91- زمانۂ جاہلیت کے نیک کام	183
92- سیرت مبارکہ کی روشنی میں مجالس مبارکہ	184
93- ایک انصاری	187
94- صبر و حلم	189
95- عدل وانصاف	190
96- کتابیات	191

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

حرف اوّل

اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان اور اشرف المخلوقات بنایا اور ہمارے سر پر "خلیفتہ الارض" کا تاج سجایا اور فرمایا کہ ان انعامات کا تقاضا یہ ہے کہ تمہارے اعمال کا محاسبہ ہو اور اس کی روشنی میں جزا و سزا کا فیصلہ کیا جائے۔

اس کرۂ ارض کو آباد کرنے اور اسے جنت نشان بنانے کے لیے انسان کی فطرت میں یہ چیز ودیعت کر دی گئی ہے کہ اپنے ابنائے جنس کے ساتھ روابط قائم کرے تاکہ دنیا کا نظام قائم رہ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر انسان اپنے لمحات فرصت کو دوسروں کے ساتھ مل کر گزارنا چاہتا ہے تاکہ مسرت و شادمانی کا لطف اٹھائے' چنانچہ مختلف قسم کی مجالس کا وجود اسی جذبہ کی کار فرمائی ہے۔

وطن عزیز میں عام طور پر تین قسم کی مجلسوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ پہلی قسم کی مجلسیں وہ ہیں جہاں قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ یہ صوفیائے کرام' بزرگان دین اور علمائے عظام کی مجلسیں ہیں۔ یہاں اللہ جل شانہٗ کی رضا کے حصول کی باتیں ہوتی ہیں اور ان میں شریک ہونے والے خوش بخت انوار و تجلیات' کیف و سرور اور سکون قلب کی نعمتوں سے اپنی جھولیاں بھر کرلے جاتے ہیں۔

دوسری قسم کی مجلسیں وہ ہیں جہاں صرف سیاست نظام حکومت اور دنیاوی نشیب و فراز پر گفتگو ہوتی ہے اور وہ لوگ اپنے زعم میں ملک کا نظم و نسق چلانے کے دعویدار بن کر موہوم امیدوں کے سراب میں کھو جاتے ہیں۔

تیسری قسم کی مجالس وہ ہیں جو شیاطین کے اڈے ہیں جہاں صرف جنسی بھوک'

عیاشی، آوارگی، دہشت گردی اور انتہائی ذلیل قسم کی باتیں ہوتی ہیں اور ان میں شامل ہونے والے نہایت گھٹیا تصورات سے مغلوب ہو کر شیطانی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔

یہ بیان اس وقت تک نامکمل رہے گا جب تک عورتوں کی مجالس کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھا جائے کیونکہ عورتوں کی مجالس میں بھی ایسی باتیں دیکھنے میں آتی ہیں جن کا گھریلو زندگی اور بچوں کی تربیت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ تعلیم یافتہ اور متمدن مستورات کے موضوعات سخن عام طور پر زندگی کے مثبت پہلو ہوتے ہیں لیکن غیر تعلیم یافتہ عورتوں کی مجلسوں میں زیادہ ترغیبت، چغلی، بہتان، ساس کے ظلم و ستم، نندوں کی مکاریاں اور شوہر کی بے التفاتی کے ساتھ ساتھ طرح طرح کے کرب و اضطراب کی عکاسی بھی ہوتی ہے اور اپنی ذمہ داریوں کی طرف کبھی ان کی توجہ مرکوز نہیں ہوتی۔

یہ تمام مجالس اپنے شرکاء کے کردار پر انمٹ نقوش مرتسم کرتی ہیں اور پھر سیرت و کردار کے لحاظ سے مختلف قسم کے انسانی گروہ وجود میں آجاتے ہیں جو معاشرے کے لیے باعث رحمت یا باعث زحمت ثابت ہوتے ہیں اور جس قسم کے افراد کی تعداد زیادہ ہوگی، معاشرے میں اسی نوعیت کے انقلاب رونما ہوتے رہیں گے۔

یاد رکھیے! انسانی کردار کا سب سے زیادہ قوی عنصر خیالات ہیں اور دماغ جس قسم کے خیالات کی آماجگاہ بن جائے گا، اسی قسم کے عمل کی توفیق ارزاں ہوگی۔

یہ کتاب ہم نے اس نظریئے کے تحت ترتیب دی ہے کہ لوگوں کے سامنے انبیائے کرام علیہم السّلام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سیرت کا نقشہ پیش کیا جائے اور محسن انسانیت اور خیر البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مجلسوں کا آئینہ قارئین کے سامنے رکھ دیا جائے تاکہ وہ اس میں اپنا چہرہ دیکھ کر اسے تاباں اور شاداں بنانے کی کوشش کریں اور معاشرے میں محبت کی چاندنی پھیل جائے۔ ہم نے جن بزرگوں کی تحریروں سے خوشہ چینی کی، ان کے لیے اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ انہیں اجر عظیم سے نوازیں۔ قارئین کرام کو عمل کی توفیق ارزاں فرمائیں اور مرتب اور پبلشر کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں۔

احقر

علی اصغر چودھری

ارائیں ہاؤس، ٹنڈو آدم، سندھ

20 مارچ 2000ء، 13 ذی الحج 1420ھ

Marfat.com

مجالسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جھلکیاں

(1)

سیّد الانام رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس مطہرہ تقدس' متانت اور وقار کا مظہر اتم ہوتی تھیں۔ ان میں ہمیشہ ہدایت و ارشاد' اخلاق' اعمال' تصفیہ ٔ قلب اور تزکیہ ٔ نفس کی باتیں ہوتی تھیں۔ حاضرین مجلس سر جھکا کر اس طرح مُودّب بیٹھتے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

مشہور صحابی حضرت عروہؓ بن مسعود ثقفی صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ کی طرف سے سفیر بن کر دربار نبوت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت وہ مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کا طرز عمل دیکھا تو ششدر رہ گئے۔ قریش کے پاس جا کر ان سے کہا:

"برادران قریش ...... میں دنیا کے بڑے بڑے فرمانرواؤں (قیصر روم' کسریٰ ایران' نجاشی حبشہ) کے درباروں میں گیا ہوں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والہ وشیدا ہیں اور جس قدر ان کی تعظیم کرتے ہیں' میں نے کسی بادشاہ کے دربار میں عقیدت اور وارفتگی کا یہ منظر نہیں دیکھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھوکتے ہیں تو یہ لوگ اسے ہاتھوں پر لیتے ہیں اور اپنے جسم اور چہرے پر مل لیتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو یہ لوگ مستعمل پانی کے ایک ایک قطرے پر اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے آپس میں لڑ مریں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حکم دیتے ہیں تو ہر شخص اس کی تعمیل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔ ان کے سامنے

Marfat.com

کوئی شخص بلند آواز سے گفتگو نہیں کرتا اور نہ ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھتا ہے۔"

یہ مجالس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہلکی سی جھلک تھی لیکن ان سب باتوں کے باوصف ان مجالس اقدس میں خشکی اور افسردگی کی کیفیت نہیں ہوتی تھی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے نہایت خندہ روئی سے گفتگو فرماتے اور بعض اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف طبع ساری مجلس کو شگفتہ کر دیتا۔ ایسے موقعوں پر بعض صحابہ کرامؓ بھی پاکیزہ مزاح اور ظرافت کی باتیں کر لیتے' جن سے ان کے دوسرے ساتھی محظوظ ہوتے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی متبسّم ہو جاتے۔

(تیس پروانے شمع رسالت کے صفحہ 296-295)

(2)

ایسی مجلسیں عام طور پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتی تھیں۔ اگرچہ حالات کے مطابق مختلف جگہوں پر بھی ایسے جلوے دکھائی دیا کرتے تھے۔ ان مجلسوں میں ہی رشد و ہدایت کی تلقین ہوتی تھی۔ مقدمات کے فیصلے صادر فرمائے جاتے تھے۔ وفود کو شرف باریابی عطا فرمایا جاتا تھا۔ فریادیوں کی فریاد سنی جاتی تھی اور مناسب احکامات جاری ہوتے تھے۔ ایسی مجلسیں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے معمور ہوتی تھیں۔ یہ مجلسیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت کا کام بھی دیتی تھیں۔ جنگوں پر لشکر اسلام کو بھیجنے کے احکام بھی یہیں سے صادر ہوتے تھے۔ یہ مجلسیں محتاجوں' بے نواؤں اور مظلوموں کی مدد اور دستگیری کا مرکز بن جاتی تھیں۔

(مرتب)

(3)

صحیح مسلم میں ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ فجر کی نماز جس جگہ پڑھتے تھے۔ آفتاب طلوع ہونے تک وہاں سے نہیں اٹھتے تھے۔ پھر جب آفتاب طلوع ہو جاتا تو کھڑے ہو جاتے اور (اس دوران میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ زمانۂ جاہلیت کی باتیں کیا کرتے اور اس سلسلے میں خوب ہنستے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بس مسکراتے رہتے۔"

معارف الحدیث جلد 6 میں مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے اس حدیث کی

Marfat.com

تشریح یوں کی ہے:

"اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کبھی کبھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں زمانۂ جاہلیت کی ایسی لغویات اور خرافات کا تذکرہ بھی کیا کرتے، جن پر خوب ہنسی آتی تھی اور جامع ترمذی کی اسی حدیث کی روایت میں یہ الفاظ مزید ہیں۔

ویتناشدون الشعر

یعنی اس سلسلۂ گفتگو میں اشعار بھی پڑھے اور سنائے جاتے۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب سنتے اور تبسم فرماتے تھے۔

ناچیز راقم سطور عرض کرتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کرامؓ کے ساتھ اس طرح بے تکلفی کا برتاؤ نہ کرتے تو ان حضرات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا رعب چھایا رہتا جو استفادہ میں رکاوٹ بنتا۔"

(آسمان ہدایت کے ستر ستارے، صفحہ 277-276)

(4)

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہمیشہ سنجیدہ ہی رہتے تو صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل نہ کر سکتے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب و جلال اور وقار و تمکنت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کرنا ان کے لیے ممکن نہ رہتا، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خندہ روئی اور شگفتگی نے ان کو سوال کرنے کا حوصلہ بخشا۔ حتیٰ کہ عورتیں اور بچے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے ہوئے گھبراتے نہ تھے۔

آپ ﷺ اس بے تکلفانہ انداز مزاح سے پیش آتے تھے کہ صحابہ کرامؓ کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رچ بس گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ہنسی دل لگی کی باتیں کرتے اور مجلس میں شگفتگی کی فضا پیدا کر دیتے تھے۔ مگر ان باتوں میں توازن و اعتدال ہوتا۔ اس میں نہ کوئی خلاف حق بات ہوتی نہ طنز کا رنگ ہوتا۔ بس غنچوں کا سا تبسم ہوتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار تعجب سے پوچھا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ ہم سے مذاق کر لیتے ہیں؟"

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''ہاں لیکن میں خلاف حق کوئی بات نہیں کہتا'بعض لوگوں کو اس رنگ مزاح کا حال سن کر تعجب ہوتا ہے کیونکہ فی زمانہ خدا پرستوں کے چہروں پر سنجیدگی کی تہہ جمی رہتی ہے اور ہنسنا مسکرانا تو گویا ان کے لیے ممنوع بلکہ حرام ہے۔'' حالانکہ:
حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء بھی ہنسا کرتے تھے؟''
انہوں نے فرمایا:''ہاں ہنستے تھے' اور ان کے دلوں میں پہاڑ سے زیادہ ایمان تھا۔''
(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹیں' صفحہ 9-8-7)

☆☆☆☆

Marfat.com

مسجد قبا کی ایک مجلس

مسجد قبا میں نماز ادا کرنے کے بعد ابھی تک صحابہ کرامؓ کی جماعت جناب محمد ﷺ کے ساتھ موجود ہے۔ شادمانی کی لہریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک پر ہویدا ہیں۔ اتنے میں میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ،کلثومؓ بن ہدم عرض کرتے ہیں:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھے پانی کے لیے دعا کیجیے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں مسجد سے پچاس قدم دور بیرَ اریس کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ صحابہؓ بھی ادھر دیکھتے ہیں اور کلثومؓ عرض کرتے ہیں:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پانی کھاری ہے' دعا کیجیے میٹھا ہو جائے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی جماعت کے ساتھ کنویں کی منڈیر تک تشریف لائے۔ تھوڑی دیر تک رک کر دعا کی اور اس کے بعد اپنا لعاب دہن اس میں ڈال دیا۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کی تاثیر کا کیا کہنا' پانی میں شامل ہوتے ہی اس کا کھاری پن شیرینی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور چند لمحے پہلے تک میٹھے پانی کو ترسنے والے اللہ کے نیک بندے اب چلو بھر بھر کر آب شیریں کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ خوشی سے نعرۂ تکبیر کی گونج نے لاوے کی چٹانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور مسرت و شادمانی سے چہرے کھل گئے ہیں۔

Marfat.com

سبحان اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے جو چیز نکلی، شیریں ہی نکلی، وہ گفتار ہو یا لعاب دہن شیرینی یقیناً اس کا جوہر ہوگا اور جس کسی نے بھی اس جوہر کی طلب کی اس کی ہر کڑواہٹ مٹھاس میں تبدیل ہوگئی۔ اس شیرینی گفتار اور شیرینیِ لعاب کی معجز نمائی کے اعجاز رقم کرتے ہوئے قلم، بیان اور عقل عاجز ہے۔

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم...... ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک، صفحہ 16)

☆☆☆☆

سرزمین یثرب کی بستی بنو سالم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ جمعہ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز جمعہ میں جو خطبہ ارشاد فرمایا' وہ آپ ﷺ کا سب سے پہلا خطبۂ جمعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

...... حمد و ثنا خدا کے لیے ہے۔
...... میں اسی کی حمد کرتا ہوں۔
...... ہدایت' مدد اور بخشش اسی سے چاہتا ہوں میرا ایمان اسی پر ہے۔
...... میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا۔
...... اور نافرمانی کرنے والوں سے عداوت رکھتا ہوں۔
...... میری شہادت یہ ہے کہ:
...... خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔
...... وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔
...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہے۔
...... اسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت' نور اور نصیحت کے ساتھ ایسے زمانے میں بھیجا ہے کہ جبکہ مدتوں سے کوئی رسول دنیا پر نہیں آیا۔
...... علم گھٹ گیا اور گمراہی بڑھ گئی تھی۔

...... اسے آخری زمانے میں قیامت کے قریب اور موت کی نزدیکی کے وقت بھیجا گیا۔

...... جو کوئی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے' وہی راہ یاب ہے اور جس نے اس کا حکم نہ مانا'

...... وہ بھٹک گیا' درجہ سے گر گیا' اور سخت گمراہی میں پھنس گیا ہے۔

...... مسلمانو! میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔

...... بہترین وصیت جو مسلمان مسلمان کو کر سکتا ہے یہ ہے کہ اسے آخرت کے لیے آمادہ کرے۔

...... اور اللہ سے تقویٰ کے لیے کہے۔

...... لوگو! جن باتوں سے خدا نے تمہیں پرہیز کرنے کو کہا ہے۔

...... ان سے بچتے رہو۔

...... اس سے بڑھ کر نہ کوئی نصیحت ہے۔

...... اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی ذکر ہے۔

...... یاد رکھو کہ امور آخرت کے بارے میں' اس شخص کے لیے ...... جو خدا سے ڈر کر کام کر رہا ہے' تقویٰ بہترین مدد ثابت ہو گا۔

...... اور جب کوئی شخص اپنے اور خدا کے درمیان کا معاملہ خفیہ اور ظاہر میں درست کر لے گا۔ ایسا کرنے میں اس کی نیت خالص ہو گی۔

...... تو ایسا کرنا اس کے لیے دنیا میں ذکر اور موت کے بعد (جب انسان کو اعمال کی ضرورت اور قدر معلوم ہو گی) ذخیرہ بن جائے گا' لیکن اگر کوئی ایسا نہیں کرتا (تو اس کا ذکر اس آیت میں ہے)

...... "انسان پسند کرے گا

...... کہ اس کے اعمال اس سے دور ہی رکھے جائیں

...... خدا تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔

...... اور خدا تو اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔

...... اور جس شخص نے خدا کے حکم کو سچ جانا۔

...... اور اس کے وعدوں کو پورا کیا

Marfat.com

...... تو اس کی بابت یہ ارشاد الٰہی موجود ہے:

...... "ہمارے ہاں بات نہیں بدلتی اور ہم اپنے ناچیز بندوں پر ظلم نہیں کرتے۔"

...... مسلمانو! اپنے موجودہ اور آئندہ اور ظاہر اور خفیہ کاموں میں اللہ سے تقویٰ کو پیشِ نظر رکھو...... کیونکہ تقویٰ والوں کی بدیاں چھوڑ دی جاتی ہیں۔

...... اور اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔

...... جو بہت بڑی مراد کو پہنچ جائیں گے۔

...... یہ تقویٰ ہی ہے جو اللہ کی بیزاری' عذاب اور غصہ کو دور کرتا ہے۔

...... یہ تقویٰ ہی ہے جو چہرے کو درخشاں' پروردگار کو خوشنود...... اور درجہ کو بلند کرتا ہے۔

...... مسلمانو! حظ اٹھاؤ مگر حقوق الٰہی میں فروگزاشت نہ کرو

...... خدا نے اسی لیے تم کو اپنی کتاب سکھائی۔

...... اور اپنا راستہ دکھایا۔

...... کہ راست بازوں اور جھوٹوں کو الگ الگ کر دیا جائے۔

...... لوگو! خدا نے تمہارے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا ہے۔

...... تم بھی لوگوں کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

...... اور جو خدا کے دشمن ہیں انہیں دشمن سمجھو۔

...... اور اللہ کے راستے میں پوری ہمت اور توجہ سے کوشش کرو۔

...... اس نے تم کو برگزیدہ بنایا ہے۔

...... اور تمہارا نام مسلمان رکھا۔

...... تاکہ ہلاک ہونے والا بھی روشن دلائل پر ہلاک ہو

اور زندگی پانے والا بھی روشن دلائل پر زندگی پائے۔

اور سب نیکیاں اللہ کی مدد سے ہیں۔

...... لوگو! اللہ کا ذکر کرو

...... اور آئندہ زندگی کے لیے عمل کرو

...... کیونکہ جو شخص اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان کے معاملے کو درست کر لیتا ہے۔

...... اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملے کو درست کر لیتا ہے

Marfat.com

...... ہاں! خدا بندوں پر حکم چلاتا ہے

...... اور اس پر کسی کا حکم نہیں چلتا

...... خدا بندوں کا مالک ہے

...... اور بندوں کو اس پر کوئی اختیار نہیں

...... خدا سب سے بڑا ہے

...... اور ہم کو (نیکی کرنے کی طاقت) اسی عظمت والے سے ملتی ہے۔

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم...... ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک' صفحہ 21 تا 24)

☆☆☆☆

٨٠٠٩٥

Marfat.com

سلع کے باشندے

اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران[1] سے آیا۔

اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا' اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔

یثرب[2] میں آج غیر معمولی چہل پہل ہے۔ اس کے درودیوار سے مسرت کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔ لوگوں کے شادماں چہرے ان کے دلی جذبات کے آئینہ دار ہیں۔ عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑی ہیں۔ گردونواح سے آنے والوں کے ٹھٹ کے لگ گئے ہیں۔ لڑکے بالے نعرے لگاتے ہوئے گلیوں میں دوڑتے پھرتے ہیں۔ خدام ان کی ہم نوائی سے مسرور ہیں اور سارے شہر میں دھوم مچ گئی ہے۔

اللہ اکبر...... اللہ اکبر۔

رسول اللہ ﷺ...... تشریف لے آئے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ پہنچے۔

نبی اللہ ﷺ...... آ گئے۔

جوں جوں قافلہ نزدیک آتا ہے' نعرۂ تکبیر سے فضا گونجنے لگتی ہے۔ لوگ اب اونچی جگہوں پر چڑھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب نظر آتے ہیں۔ یثرب کے رہنے والوں نے آج تک کبھی ایسا روشن اور شاندار دن نہیں دیکھا تھا۔

1۔ فاران مکہ کا نام ہے اور سلع مدینے کی ایک پہاڑی ہے۔ یہ دونوں الفاظ توریت میں موجود ہیں۔ (13 رحمتہ للعالمین جلد اول صفحہ 94)

2۔ مدینہ کا پہلا نام

Marfat.com

لو...... قافلہ شہر میں داخل ہو گیا ہے۔ آفتاب نبوت کے گرد پروانوں کا ہجوم دور دور تک دکھائی دیتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پاکر گلی کوچوں کی خاک کے ذرّے دھڑکتے ہوئے دل بن گئے ہیں۔ روزنِ دیوار آنکھوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ ہوا کے جھونکوں نے احساسات کی دولت پالی ہے۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے تاباں کی بدولت یثرب کے در و دیوار منور ہو گئے ہیں۔ مدینہ میں آج فرحت وانبساط اور انوار وتجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔ عورتیں فرط شوق سے اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑی گا رہی ہیں:

''ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا
وداع کی پہاڑیوں سے
ہم پر شکر واجب ہے جب تک کوئی اللہ کو پکارنے والا باقی رہے
اے ہمارے ہاں مبعوث ہونے والے
تُو تو وہ منصب لے کر آیا ہے کہ جو واجب الاطاعت ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جب نماز جمعہ کے بعد بنو سالم کی بستی سے رخصت ہونے لگے تھے تو عتبانؓ بن مالک اور عباسؓ بن عبادہ کی سربراہی میں بنو سالم کے لوگ جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کی نکیل تھام کر عرض کیا تھا......

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... آپ ﷺ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ ہم تعداد میں بھی کافی ہیں، جنگی سر و سامان بھی رکھتے ہیں اور دفاع کی طاقت بھی......''

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری ناقہ کا راستہ چھوڑ دو۔ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے' اب یثرب میں بھی یہی التجائیں ہر طرف سے ہو رہی ہیں۔ انصار نے جان تک حاضر کرنے کے لیے کہا ہے۔ مال بھی حاضر کر دیا ہے اور والہانہ انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمانی کے لیے التجا کر رہے ہیں۔ یہی وہ خوش نصیب بندے ہیں جنہیں اللہ نے ''رضی اللہ عنہم'' کا لقب عطا فرمایا ہے۔

لاکھوں سلام ہوں انصار پر
ہزاروں رحمتیں نثار ہوں انصار پر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ جس محلے سے گزرتی ہے اس کے رؤسا بصد ادب عرض کرتے ہیں:

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

ھلم الی القوۃ و المنعۃ

(اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قوت اور حفاظت کی طرف آئیے۔)

یعنی جاں نثاری کو آزمائیے۔ غلام حاضر ہیں سب دھن' دولت' ہمت اور جرأت اور جان تک حاضر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے اقدس جوش مسرت سے جگمگا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی محبت اور شفقت سے انصار کی طرف دیکھتے اور فرماتے ہیں:

"میری ناقہ کا راستہ چھوڑ دو۔ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔"

انصار بادل نخواستہ راہ سے ہٹ جاتے ہیں اور ناقہ کی نکیل چھوڑ دیتے ہیں' لیکن رفاقت نہیں چھوڑتے۔ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اللہ جل شانہ' کے حکم کی پابند ہے۔ یہ اسی جگہ جا کر ٹھہرے گی' جہاں اسے اللہ پاک کی طرف سے ٹھہرنے کا حکم ہوگا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس محلے سے گزرتے ہیں انصار کے ٹھٹ کے ٹھٹ' دیدہ و دل فرش راہ کیے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہر جگہ اور ہر قبیلہ کی طرف سے مودبانہ اور عاجزانہ التجائیں ہو رہی ہیں۔

یا رسول اللہ' ہمارے ہاں قیام فرمائیے۔

ہماری جانیں حاضر ہیں۔

ہمارے مال حاضر ہیں۔

لیکن ان سب التجاؤں کا ایک ہی شفقت بھرا جواب ہے:

"میری ناقہ کا راستہ چھوڑ دو' یہ اللہ کی جانب سے مامور ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کی نکیل ڈھیلی چھوڑ دی ہے اور اب وہ بنی مالک بن نجار کے محلے سے گزر رہی ہے جو زیادہ سج دھج سے راستہ کی دونوں جانب مجسم انتظار' مجسم شوق اور مجسم التجا بنے کھڑے ہیں...... یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ننھیالی قبیلہ ہے جو سب سے زیادہ مسرور و شاداں ہے۔ ان کی لڑکیاں خوشی کے عالم میں دف بجاتی ہوئی نکل آئی ہیں اور گا رہی ہیں:

"ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں۔

کیا ہی اچھے ہمسائے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم"

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شفقت سے پوچھا ہے:

''کیا تم مجھ سے محبت رکھتی ہو؟''

معصوم لڑکیاں بیک زبان بول اٹھتی ہیں:

''ہاں...... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''خدا کی قسم تم لوگ مجھے سب سے بڑھ کر محبوب ہو۔''

اس کے بعد تین ارشاد فرماتے ہیں:

''خدا کی قسم میں تم لوگوں (انصار) سے محبت رکھتا ہوں۔ اللہ جانتا ہے کہ میرا دل تم لوگوں سے محبت رکھتا ہے۔ بخدا تم لوگ مجھے سب سے بڑھ کر محبوب ہو۔''

آج یثرب کا ذرہ ذرہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال میں بے خود ہے۔ یہاں کا ہر انصاری اپنے دل کی عمیق گہرائیوں سے متمنی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہاں قیام فرمائیں، لیکن یہاں تو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ جل شانہٗ کے حکم کے منتظر ہیں، اسی لیے انہوں نے اونٹنی کو بالکل آزاد چھوڑ دیا ہے، جو چلتے چلتے بنی مالک بن نجار کے محلّہ میں عین اس جگہ جا کر بیٹھ جاتی ہے جہاں اب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

لوگ بڑے جوش و خروش سے نعرے لگا رہے ہیں، لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک ناقہ پر ہی سوار ہیں۔ تھوڑی سی دیر گزرتی ہے تو ناقہ پھر اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور کچھ دور آگے جا کر وہیں پلٹ آتی ہے اور پھر جم کر بیٹھ جاتی ہے۔ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس پر سے اتر آتے ہیں۔ گویا جائے قیام کا تعین ہو گیا ہے۔ اسے اللہ جل شانہٗ نے خود منتخب فرمایا ہے اور اس کی طرف سے مامور ناقہ نے اس کی نشاندہی کر دی ہے تاکہ انصار کے دوسرے قبیلوں میں یہ احساس پیدا نہ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار کو ہم پر ترجیح دی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد نے انصار و مہاجرین کو جوش و جذبہ سے معمور کر دیا ہے اور وہ اظہار مسرت کے لیے اب نیزہ بازی کا مظاہرہ کرنے لگے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے یثرب کی قسمت جاگ اٹھی ہے۔ اب یہ مدینۃ النبی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر) بن گیا ہے اور رفتہ رفتہ صرف مدینہ ہی کہلائے گا۔

Marfat.com

اپنے دو منزلہ مکان کے سامنے خالدؓ بن زید (ابوایوبؓ انصاری) محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دید میں اس قدر کھوگئے ہیں کہ انہیں آس پاس کا ہوش تک نہیں رہا ہے، حتیٰ کہ جاں نثاروں کے نعرہ ہائے تکبیر بھی ان کی محویت سے مات کھا گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ اب ان کے مکان کے سامنے ایک قطعہ ارضی پر جم کر بیٹھ گئی ہے۔ یہ مامور من اللہ ہے۔ یہ اللہ ہی کے حکم سے وہاں بیٹھی ہے، لیکن لوگ اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے منتظر ہیں کہ میزبان رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل کریں۔

اتنے میں خالدؓ کی محویت یکایک جاتی رہی ہے، جیسے چونک اٹھے ہوں۔ انہوں نے آنکھیں جھپک کر اپنے گردوپیش کا جائزہ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ناقہ سے اترتے دیکھ کر ان کے دل سے ایک ہوک سی اٹھی۔

"کاش محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں قیام فرمائیں۔"

مگر یہ سوچ کر ان پر اداسی طاری ہو گئی کہ بڑے بڑے رؤسا بھی اس شرف سے محروم رہ گئے ہیں، تاہم انہوں نے حسرت بھری نگاہوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کی طرف ایک بار غور سے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔

هذا المنزل ان شاء الله

(یہی جائے قیام ہے اگر اللہ نے چاہا۔)

یہ مبارک الفاظ خالدؓ کے کانوں کی راہ سے دل کی گہرائیوں میں اتر گئے اور انہوں نے محسوس کیا کہ چند لمحے بیشتر ان پر چھا جانے والی حسرت اب یکایک ناپید ہو گئی ہے اور اس کی جگہ پر مسرت امید انگڑائی لینے لگی ہے۔ حاضرین خاموش کھڑے تھے۔ خالدؓ کو جیسے کسی نے امنگوں سے معمور کر دیا ہو۔ وہ بے اختیار آگے بڑھے اور بڑی لجاجت سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... سامنے میرا ہی غریب خانہ ہے۔ ارشاد فرمائیں تو سامان لے چلوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا "ہاں"۔

خالدؓ کے قلب و جگر میں خوشیوں کے چراغ روشن ہو گئے۔ انہیں چاروں طرف قوس قزح کے رنگ پھیلتے ہوئے محسوس ہونے لگتے ہیں۔

آج مدینہ میں ان سے بڑھ کر خوشی کا دعویدار اور کون ہو سکتا ہے۔ محبوب خدا

(صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے مہمان ہوں گے۔ یعنی وہ جن کے تصور سے کائنات کی دھڑکنیں قائم ہیں، آج خالدؓ کے مہمان ہوں گے۔

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لا رہے ہیں۔''

یہ سوچ کر خالدؓ کے رگ و پے میں بجلیاں سی کوندنے لگی ہیں اور انہوں نے چشم زدن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اپنے گھر میں پہنچا دیا ہے۔

خالدؓ جنہیں لوگ ابو ایوبؓ کے نام سے جانتے تھے، آج میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک، صفحہ 31-25)

☆☆☆☆

Marfat.com

مسجد نبوی ﷺ کی ایک روح پرور مجلس

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما ہیں۔ جہاں صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ اتنے میں ایک انصاری...... تمیمؓ داری...... لکڑی کا ایک منبر اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوتے ہیں اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کی رضامندی سے میں نے یہ منبر باقوم نجّار سے...... جو ایک انصاریہ کا غلام ہے...... بنوالیا ہے۔ اس کے دو زینے اور ایک نشست گاہ ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب اسے نصب کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے اور اجازت دے دیتے ہیں جس پر اسے مناسب جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔

صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے منتظر ہیں اس لیے منبر نصب ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جلوہ آراء ہو کر ابھی کچھ ارشاد فرمانے کا ارادہ ہی کر رہے ہیں کہ مسجد میں رونے کی آواز بلند ہوتی ہے۔ صحابہؓ متعجب ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہیں اور یہ جان کر ان کی حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی کہ کھجور کے خشک تنے سے گریہ کی آواز سنائی دے رہی ہے۔

تخلیق کائنات سے لے کر آج تک کسی نے درخت کو روتے نہیں دیکھا تھا اور انسانی معلومات کے مطابق آج تک کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا' لیکن یہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اعجاز ہے کہ کھجور کے خشک تنے کو اپنی محرومی کا احساس ہو گیا ہے۔

Marfat.com

مسجد نبوی ﷺ میں یہ کھجور کا تنا تھا جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے دوران اکثر ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔ مگر آج نئے منبر کی وجہ سے اسے احساسِ محرومی نے رلا دیا ہے۔ یہ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اعجاز ہے کہ بے زبانوں کو زبان مل گئی ہے' کیونکہ دوسرے انبیاء کرام کی زندگیوں میں اس نوعیت کے کسی واقعہ کا ذکر نہیں ملتا۔

یہ گریہ اس قدر دردناک ہے کہ صحابہؓ پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ کھجور کا تنا اس شفقت بھری ٹیک سے محروم ہو گیا ہے' جس نے اسے فراق محبوب اور فقدان شرف سے آشنا کر دیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمتہ اللعالمین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر اسے اپنے سینۂ مبارک سے لگا لیتے ہیں۔ اس پر دست شفقت پھیرتے ہیں اور وہ اپنے محبوب کو پا کر...... اپنے محبوب کی آغوش میں سما کر خاموش ہو جاتا ہے۔ بالکل خاموش......

لیکن اس کی بے زبانی محبت کے نغمے الاپتی اور زبان حال سے کہتی ہے:

"اے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویدارو' تم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جام پیا ہی نہیں' ورنہ تمہاری آنکھیں اشکبار رہا کرتیں اور تم سوز و گداز سے لذت آشنا ہوتے۔"

(حضرت محمد ﷺ ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک' صفحہ 42-41)

☆☆☆☆

مجلس نبوی ﷺ اور عمیر بن وہب کی آمد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما ہیں۔ صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہالہ کیے ہوئے ہیں۔ اتنے میں عمیر بن وہب اپنے اونٹ پر سوار ہو کر وہاں آ پہنچتا ہے۔ یہ مکہ کے شیاطین کا سر خیل ہے۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر اسیران بدر میں شامل ہے۔ اس بد بخت نے اپنے گلے میں تلوار حمائل کر رکھی ہے۔ وہ ابھی اپنے اونٹ سے اترنے ہی پایا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ اس پر جا پڑتی ہے۔ وہ نہایت تیزی سے مسجد میں داخل ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

"یا رسول اللہ' اللہ کا دشمن عمیر بن وہب تلوار لٹکائے ہوئے آیا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "اسے اندر لے آؤ۔"

عمر رضی اللہ عنہ پہلے چند صحابیوں کو خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں مسجد میں بھیجتے ہیں اور پھر عمیر کی گردن کا پٹکا پکڑے ہوئے اسے بھی مسجد میں لے جاتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں:

"اسے چھوڑ دو۔"

پھر عمیر سے ارشاد فرماتے ہیں: "میرے قریب آ جاؤ۔"

عمیر قریب ہو جاتا ہے اور کہتا ہے۔

"انعموا اصباحا" (تم خدا کی نعمتوں میں صبح کرو۔)

حضور ﷺ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے اس سلام سے بہتر سلام بتایا ہے۔ ہمیں السلام علیکم کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اے عمیر! تم کس غرض سے یہاں آئے ہو؟"

عمیر: ''میرا بیٹا آپ ﷺ کے پاس قید ہے' اس معاملے میں حسن سلوک کیجئے۔''

آپ ﷺ: ''اس تلوار کا کیا مقصد ہے جو تم نے گردن میں لٹکا رکھی ہے۔''

عمیر: ''اللہ ان تلواروں کا برا کرے کیا انہوں نے ہمیں بچالیا؟''

آپ ﷺ: ''جس کام کے لیے تم آئے ہو وہ سچ سچ بتادو۔''

عمیر: ''میں تو صرف اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے آیا ہوں۔''

آپ ﷺ: ''تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو نے اور صفوان بن اُمیّہ نے مقام حجر میں بیٹھ کر قریش کے گڑھے والے مقتولوں کا تذکرہ کیا۔ پھر تو نے کہا' واللہ اگر مجھ پر قرض کا بار اور اہل و عیال کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں مدینہ پہنچ کر محمد ﷺ کو قتل کرڈالتا۔ اس پر صفوان نے میرے قتل کرنے کی شرط پر تیرے قرض کی ادائیگی اور تیرے اہل و عیال کے مصارف کی ذمہ داری اٹھائی' لیکن خدا میرے اور تیرے درمیان حائل ہو گیا۔''

عمیر کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ زبان کو جیسے تالا لگ گیا ہو۔ اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ جو بات اس نے اور صفوان نے انتہائی رازداری میں مکہ میں طے کی تھی' وہ تین سو میل کے فاصلے پر مدینہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کس طرح آشکار ہو گئی۔

وہ کافی دیر تک بت بنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا رہا اور جب حواس بجا ہوئے تو بولا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ یارسول اللہ آپ ﷺ پر جو وحی نازل ہوتی تھی اور جو آسمانی خبریں آپ ﷺ بیان فرمایا کرتے تھے ہم ان سب کو جھٹلایا کرتے تھے۔ لیکن یہ تو وہ معاملہ ہے جس میں میرے اور صفوان کے سوا کوئی دوسرا موجود ہی نہ تھا۔ واللہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ خبر آپ ﷺ تک خدا ہی نے پہنچائی ہے۔ پس سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور مجھے اس راہ پر چلایا۔''

اس نے کلمہ شہادت پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اپنے بھائی کو دین سکھاؤ اور اس کے قیدی کو چھوڑ دو۔''

(حضرت محمد ﷺ ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک' صفحہ 100-99)

☆☆☆☆

عفو و کرم کی مجلس

مسجد نبوی ﷺ میں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے۔ خون کے پیاسے بھی حاضر ہیں، لیکن عفو و کرم سے نوازے جا رہے ہیں۔ وہ ظالم اور جابر لوگ جنہوں نے اکیس سال تک آپ ﷺ کو گوناگوں اذیتیں دے کر خوشی محسوس کی ہے۔ آج اسی پیکر رحمت و رافت کے حضور ندامت سے سر جھکائے کھڑے ہیں لیکن ان کے خلافِ توقع...... غلبہ اور قابو پاکر بھی، حضور اکرم ﷺ انہیں تبسّم سے نوازتے اور معاف فرماتے جاتے ہیں۔

چشم فلک نے اس سے پیشتر ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا تھا...... خود آفتاب عالم تاب دنیا کے اس انوکھے اور نرالے دربار کو دیکھ کر...... جہاں عفو و کرم کی فراوانیاں خود مجرموں کے لیے حیرت و استعجاب کا باعث ہیں...... دنگ رہ گیا ہے۔ اس دربار عفو و کرم کی ایک جھلک آپ بھی دیکھیے۔

عکرمہ...... اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابو جہل کا بیٹا...... جو بدر و اُحد کے معرکوں میں مسلمانوں کے خلاف کارناموں کی وجہ سے قریش میں بڑا معزز بن گیا تھا۔ جو فتح مکہ تک ہر اس تحریک کا سرگرم کارکن رہا ہے جس کا مقصد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا تھا، فتح مکہ کے بعد خوف کے مارے بھاگ کر یمن چلا جاتا ہے کیونکہ اسے فرمان نبوی ﷺ کی اطلاع مل جاتی ہے جس کی رو سے اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی بیوی ام حکیم بنت الحارث بن ہشام...... جو ابو جہل کی بھتیجی ہے...... اسلام قبول کر لیتی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شوہر کے لیے معافی کی التجا کرتی ہے۔ اس کی یہ

Marfat.com

التجا بلا کسی توقف کے شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہے وہ اپنے خاوند کو تلاش کرتی ہوئی یمن جا پہنچتی ہے اور اسے اپنے ساتھ لے آتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عرصے میں مدینہ منورہ میں پہنچ چکے ہوتے ہیں۔ عکرمہ وہاں پہنچ کر مسجد نبوی ﷺ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھتے ہی اس سرعت سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ ردائے مبارک کندھوں سے گر جاتی ہے اور ارشاد فرماتے ہیں:

"مرحبا یا مرکب المهاجر"

(اے مہاجر سوار تمہارا آنا مبارک ہو۔)

(حضرت محمد ﷺ ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک' صفحہ 278)

☆☆☆☆

Marfat.com

رحمت ورافت کے نظارے

غزوۂ حنین کے بعد وادی حنین میں دور دور تک مال غنیمت بکھرا ہوا ہے۔ بکریاں' اونٹ' گھوڑے اور گدھے ادھر ادھر چرتے چگتے اور بھاگتے دوڑتے نظر آتے ہیں۔ عورتیں بچوں کو سینے سے لگائے مایوسی کے عالم میں اپنے شوہروں اور وارثوں کی بے وفائی سے دل شکستہ ایک دوسری کی طرف پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ ایک جگہ تشریف فرما ہیں۔ اتنے میں ان قیدی عورتوں میں سے ایک عورت بڑے وقار سے چلتی ہوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتی ہے اور عرض کرتی ہے:

"یارسول اللہ' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائی بہن شیما بنت حارث ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے شفقت سے دیکھتے ہیں اور وہ اپنے اس دعوے کی تصدیق میں اپنی پیٹھ کھول کر ایک نشان پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتی ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار بچپن میں یہاں دانت سے کاٹا تھا۔ یہ نشان اس کی یادگار باقی رہ گیا ہے۔"

مولانا شبلی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"فرط محبت سے آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ان کے بیٹھنے کے لیے ردائے مبارک بچھائی۔ محبت کی باتیں کیں۔ چند شتر اور بکریاں عنایت فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ جی چاہے تو میرے گھر جا کر رہو۔ اپنے گھر جانا چاہو تو وہاں پہنچا دیا جائے۔ انہوں نے خاندان کی محبت سے وطن جانا چاہا' چنانچہ عزت واحترام سے پہنچا دی گئیں۔

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک' صفحہ 290)

Marfat.com

ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم درکار ہیں

وادی حنین میں مال غنیمت کے انبار لگے ہوئے ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین میں تقسیم فرمادیا تھا اور زیادہ مال اہل مکہ کو دیا تھا۔

اہل مکہ پر ان نوازشات کی بارش دیکھ کر انصار کے چند نوجوانوں کی زبان پر شکوہ و شکایت کے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں اور وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"آخر وطن اور نسل کی محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی غالب آگئی ہے' اس لیے ہمیں پس پشت ڈال دیا گیا ہے...... اور ان لوگوں کو نوازا جا رہا ہے' حالانکہ حق کی خاطر جان لڑانے والے ہم ہیں' ہماری تلواروں سے تو ابھی تک خون ٹپک رہا ہے' لیکن داد و دہش کے لیے قریش کو منتخب کیا گیا ہے۔"

جب اس بات کی اطلاع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتی ہے تو آپ ﷺ انصار کو اپنے خیمے میں جمع کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

"کیا یہ سچ نہیں کہ تم گمراہ تھے اور خدا نے میرے ذریعے سے تمہیں ہدایت کی؟ تم منتشر و پراگندہ تھے' خدا نے میرے ذریعے سے تم میں اتفاق پیدا کیا' تم مفلس تھے' خدا نے میرے ذریعے سے تمہیں دولت مند بنایا۔

انصار ہر ارشاد پر کہتے جاتے تھے:

"بے شک خدا اور رسول ﷺ نے ہم پر احسان کیا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تم اس کے جواب میں یہ کیوں نہیں کہتے:

Marfat.com

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب سب لوگوں نے تمہیں جھٹلایا تو ہم نے تمہاری تصدیق کی۔

جب تجھے وطن اور گھر سے نکال دیا گیا تو ہم نے تجھے پناہ دی۔

جب تم محتاج تھے تو ہم نے تمہاری امداد کی۔

اور میں کہتا جاؤں گا۔

تم سچ کہتے ہو اے انصار!

تم میرے شعار[1] اور دوسرے لوگ دثار[2] ہیں۔

اے خدا انصار پر رحم کر

انصار کی اولاد پر رحم کر۔"

انصار کے لبوں پر مہر خاموشی ثبت ہو چکی تھی۔ وہ بالکل ساکت و جامد بیٹھے ہوئے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

"اے انصار کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ:

دوسرے لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر اپنے گھر جائیں اور تم محمد (ﷺ) کو لے کر اپنے گھر جاؤ۔"

انصار دھاڑیں مار مار کر رونے لگتے ہیں۔ روتے روتے ان کی ڈاڑھیاں تر ہو جاتی ہیں اور وہ رو رو کر پکارتے ہیں:

"ہمیں صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم درکار ہیں۔"

(حضرت محمد ﷺ ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک، صفحہ 295-294)

---

1 شعار۔ کپڑے کی اس تہ کو کہتے ہیں جو جسم سے ملا ہوا ہو۔

2 دثار کپڑے کی اوپر کی تہ کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

خطبۂ تبوک

غزوۂ تبوک کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں ایک روز نماز کے بعد ایک خطبہ دیا' جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اس کا ایک ایک لفظ رشد و ہدایت اور خیر و برکت کا لازوال خزانہ ہے اس پر غور و فکر اور عمل کی ضرورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل شانہٗ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

...... صدق و راستی میں سب سے بڑھا ہوا مجموعۂ کلام اللہ کی کتاب ہے۔

...... بھروسے کی چیز کلمۂ تقویٰ ہے۔

...... تمام ملتوں سے بہتر ملت ابراہیم ہے۔

...... تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے۔

...... تمام باتوں پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو شرف و برتری حاصل ہے۔

...... تمام بیانات سے پاکیزہ ترین اور خوب ترین بیان قرآن مجید ہے۔

...... بہترین کام عزیمت کے کام ہیں۔

...... بدترین امور محدثات و بدعات ہیں۔

...... بہترین ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے۔

...... بہترین موت راہِ حق کے شہیدوں کی موت ہے۔

...... سب سے بڑھ کر بے بصارتی اور کور دلی وہ گمراہی ہے جو انسان ہدایت پانے کے بعد اختیار کرے۔

...... بہترین اعمال وہ ہیں جن سے انسان کو دینی' اخلاقی اور روحانی نفع حاصل ہو۔

...... بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جاسکے۔

...... بدترین اندھاپن دل کا اندھاپن ہے۔

...... بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہے۔

...... تھوڑا مال جو جائز ضرورتوں کے لیے کفایت کرے اس کثیر مال سے بہتر ہے جو انسان کو غفلت میں ڈال دے۔

...... بدترین عذر خواہی اور توبہ وہ ہے جو جان کنی کے وقت کی جائے۔

...... بدترین ندامت اور شرمساری وہ ہے جو قیامت کے دن ہوگی۔

...... بعض لوگ جمعہ کے لیے آتے ہیں مگر ان کے دل پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

...... بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو کبھی کبھی یاد کرتے ہیں۔

...... گناہوں میں سے عظیم تر جھوٹی زبان ہے۔

...... بہترین تونگری دل کی تونگری ہے۔

...... انسان کے لیے بہترین توشہ تقویٰ ہے۔

...... دانائیوں کا تاج خدائے عزوجل کا خوف ہے۔

...... دل نشینی کے لیے بہترین چیز یقین ہے۔

...... شک وریب کفر کی ایک شاخ ہے۔

...... مُردے پر نوحہ کرنا (یعنی بین کرنا) جاہلیت کا کام ہے۔

...... خیانت دوزخ کی آگ ہے۔

...... نشہ آگ کا داغ ہے۔

...... شعر گوئی شیطان کا کام ہے۔

...... شراب گناہوں کا مجموعہ ہے۔

...... یتیم کا مال کھانا بدترین روزی ہے۔

...... سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

...... اصل بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت ہو۔

...... انسان کا سرمایۂ عمل اس کا بہترین انجام ہے۔

...... بدترین خواب جھوٹا خواب ہے۔

...... جو بات ہونے والی ہے' اس کا وقت قریب ہے۔

...... مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔

...... مومن کا گوشت کھانا یعنی اس کی غیبت کرنا خدا تعالیٰ کے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔

...... مومن کا مال بھی اسی طرح دوسرے مومن کے لیے حرام ہے جس طرح خون حرام ہے[2]۔

...... جو خدا سے استغنا کرتا ہے خدا اسے جھٹلاتا ہے۔

...... جو کسی کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے اس کے عیبوں پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔

...... جو دوسروں کے ساتھ عفو و درگزر سے پیش آتا ہے' خدا اس کے ساتھ عفو و درگزر کا برتاؤ کرے گا۔

...... جو غصہ پی جائے گا خدا اسے اجر سے نوازے گا۔

...... جو نقصان پر صبر کرتا ہے خدا اسے اچھا بدلہ دے گا۔

...... جو چغلی پھیلاتا ہے خدا اس کی رسوائی عام کر دیتا ہے۔

...... جو صبر کرتا ہے خدا اسے بڑھاتا ہے۔

...... جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اسے عذاب دے گا۔

...... آخر میں تین بار کلمہ' استغفار فرمایا۔

(حضرت محمد ﷺ' ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک' صفحہ 205-203)

---

1 اندھاپن

2 لاپرواہی برتنا

شہیدوں کی یاد میں

محدثین اور ارباب سیر و مغازی نے غزوۂ موتہ کے سلسلے میں یہ روایت تواتر کے ساتھ نقل کی ہے کہ عین اس وقت جب موتہ کے میدان میں گھمسان کارن پڑ رہا تھا' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد نبوی ﷺ میں رونق افروز تھے۔ یکایک آپ نے فرمایا:

"زیدؓ شہید ہوئے اور اب جعفرؓ نے علم سنبھالا ہے۔ جعفرؓ بھی شہید ہو گئے اور اب علم عبداللہؓ بن رواحہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بھی جنت کو سدھارے اور اب علم اس شخص[1] نے ہاتھ میں لیا ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔"

اس وقت اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ کا نقشہ' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا تھا۔ یا جبرئیل امین' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پل پل کی خبریں پہنچا رہے تھے۔ صورت واقعہ کچھ بھی ہو اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مجاہدین کے لوٹنے سے بہت پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ' جعفرؓ اور عبداللہؓ بن رواحہ کی شہادت کی خبر سنائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے:

اخوانی و مونسائی و محدثائی

---

1 حضرت خالدؓ بن ولید۔

Marfat.com

(یہ میرے بھائی' میرے مونس اور مجھ سے بات چیت کرنے والے تھے)

حضرت خالدؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ حضرت زیدؓ کی کمسن صاحبزادی نے باپ کی شہادت کی خبر سنی تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں' اسے دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی گریہ طاری ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر روئے کہ آواز رک گئی۔

حضرت سعدؓ بن عبادہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یارسولؐ اللہ یہ کیا ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ جذبۂ محبت ہے جو ہر محبّ کے دل میں اپنے محبوب کے لیے ہوتا ہے۔"

(تیس پروانے شمع رسالت کے' صفحہ 40-39)

☆☆☆☆

Marfat.com

ایک مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مدینہ سے دور ربذہ نامی گاؤں میں رہتے تھے۔ یہ 31ھ یا 32ھ کا ذکر ہے۔ آپؓ وہاں مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ ربذہ کے تمام لوگ حج کے لیے روانہ ہو گئے تھے اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس صرف ان کی رفیقۂ حیات اور ایک لڑکی موجود تھی۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پر نزع کی حالت طاری ہوئی تو ان کی اہلیہ رونے لگیں۔ ابوذرؓ نے نحیف آواز میں پوچھا: "روتی کیوں ہو؟"

اہلیہ نے جواب دیا: "آپؓ ایک ویرانہ میں دم توڑ رہے ہیں، نہ میرے پاس اتنا کپڑا ہے کہ آپؓ کو کفن دے سکوں، نہ میرے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ آپؓ کی ابدی خوابگاہ تیار کر سکوں۔"

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"سنو! ایک دن ہم چند لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ایک شخص صحرا میں جاں بحق ہوگا اور اس کے جنازے میں مسلمانوں کی ایک جماعت باہر سے آکر شرکت کرے گی۔ اس وقت جو لوگ موجود تھے، وہ سب شہری آبادیوں میں وفات پا چکے تھے۔ اب صرف میں ہی باقی رہ گیا ہوں اور کوئی وجہ نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا مصداق نہ بنوں۔ تم باہر جا کر دیکھو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں کی کوئی جماعت ضرور آتی ہو گی۔"

Marfat.com

پاس ہی ایک ٹیلہ تھا۔ حضرت ابوذرؓ کی اہلیہ اس پر چڑھ کر انتظار کرنے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد دور گرد اڑتی نظر آئی' پھر اس میں سے چند سوار نمودار ہوئے جب قریب آئے تو ابوذرؓ کی زوجہ نے انہیں پاس بلا کر کہا:

"بھائیو قریب ہی ایک مسلمان سفرِ آخرت کی تیاری کر رہا ہے' اس کے کفن دفن میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔"

قافلے والوں نے پوچھا: "وہ کون شخص ہے؟"

جواب دیا "ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔"

ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام سنتے ہی قافلے والے بے تاب ہو گئے اور "ہمارے ماں باپ ان پر قربان ہوں" پکارتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔

ادھر ابوذرؓ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا:

"جان پدر' ایک بکری ذبح کر اور گوشت کی ہنڈیا چولہے پر چڑھا دے۔ کچھ مہمان آنے والے ہیں جو میری تجہیز و تکفین کریں گے۔ جب وہ مجھے سپرد خاک کر دیں تو ان سے کہنا کہ ابوذرؓ نے آپ لوگوں کو خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک آپ یہ گوشت نہ کھالیں یہاں سے رخصت نہ ہوں۔"

جب قافلے والے ابوذرؓ کے خیمہ میں داخل ہوئے تو ان کا دم واپسیں تھا...... اکھڑی ہوئی آواز میں فرمایا:

"تم لوگوں کو مبارک ہو کہ تمہارے یہاں پہنچنے کی خبر سالہا سال پہلے ہادیٔ برحق نے دے دی تھی۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا شخص نہ کفنائے جو حکومت کا عہدیدار ہو یا رہ چکا ہو۔"

اتفاق سے اس قافلے میں ایک انصاری نوجوان کے سوا سب لوگ کسی نہ کسی صورت میں حکومت سے متعلق رہ چکے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر کہا:

"اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب رفیق' میں آج تک حکومت کی ملازمت سے بے تعلق ہوں۔ میرے پاس دو کپڑے ہیں جو میری والدہ کے ہاتھ کے کتے بنے ہوئے ہیں۔ اجازت ہو تو میں آپ کو کفنا دوں۔"

حضرت ابوذرؓ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر:

"بسم اللّٰہ وباللّٰہ وعلیٰ ملته رسول اللّٰہ"

کہہ کر جانِ جان آفرین کے سپرد کر دی۔

Marfat.com

اس قافلہ کے اکثر لوگ یمن کے رہنے والے تھے۔ اتفاق سے ان کے ساتھ فقیہہ امت حضرت عبداللہؓ بن مسعود بھی تھے۔ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر سب نے مل کر اس آفتاب رشد وہدایت کو سپرد خاک کر دیا۔ جب چلنے لگے تو ابوذرؓ کی صاحبزادی نے قسم دے کر انہیں کھانا کھلایا۔ علامہ طبریؒ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے چلتے وقت حضرت ابوذرؓ کے اہل وعیال کو ساتھ لے لیا اور مکہ معظّمہ پہنچ کر انہیں حضرت عثمانؓ کے حوالے کر دیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حج سے واپسی پر حضرت عثمانؓ انہیں خود ربذہ سے مدینہ منورہ لے گئے اور پھر ہمیشہ ان کے کفیل رہے۔ سیدنا ابوذرؓ غفاری کا شمار ان کبار صحابہ میں ہوتا ہے جن کے علوِ مرتبت پر ملّت اسلامیہ کے ہر فردِ بشر کا کامل اتفاق ہے۔

رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوذرؓ پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ جب وہ مجلس نبوی ﷺ میں موجود ہوتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے انہی کو مخاطب فرماتے۔ اگر موجود نہ ہوتے تو انہیں تلاش کر کے لایا جاتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مصافحہ فرماتے۔

(تیس پروانے شمع رسالت کے' صفحہ 108-107)

☆☆☆☆

ایک انوکھی تجویز

ماہ ذیقعدہ سن 5 ہجری میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ احزاب پیش آیا۔ اس غزوہ میں مشرکین کا ایک لشکر گراں مدینہ پر چڑھ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت سلمانؓ فارسی ایران کے جنگی طریقوں سے خوب واقف تھے۔ انہوں نے عرض کی:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دشمن کے ٹڈی دل کے مقابلے میں ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے' اس لیے کھلے میدان میں لڑنا مناسب نہ ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود کر شہر کو محفوظ کر دیا جائے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور خندق کھودنے کا کام جاری کر دیا۔ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین ہزار صحابہؓ اس کام میں شریک ہوئے اور تقریباً پندرہ دن کی محنت شاقہ کے بعد پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری خندق تیار ہو گئی۔

تقسیم کار کے وقت انصار اور مہاجرین میں حضرت سلمانؓ کے متعلق ایک دلچسپ بحث چھڑ گئی۔ انصار کہتے تھے:

''سلمانؓ ہمارے ساتھ ہیں۔''

اور مہاجرین کہتے تھے:

''ہمارے ساتھ ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بحث کا حال سنا تو فرمایا:

Marfat.com

"سلمان من اھل البیت"

(سلمانؓ میرے اہلِ بیت سے ہیں۔)

اللہ اللہ فارس کے غریب الدّیار اور مسکین سلمانؓ کے مُقدّر کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنی زبان مبارک سے انہیں اپنے اہل بیت میں شامل فرما رہے ہیں۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت تین آدمیوں کا اشتیاق رکھتی ہے:

علیؓ...... عمارؓ......اور سلمانؓ

(تیں پروانے شمع رسالت کے' صفحہ 122)

☆☆☆☆

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا

غزوۂ اُحد کے چند ماہ بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں کسی جگہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے درمیان رونق افروز تھے۔ دین اور دنیا کی باتیں ہو رہی تھیں اور شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے مستفیض ہونے کے لیے ہمہ تن گوش بنے ہوئے تھے۔ یکایک سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور لسان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الفاظ جاری ہوگئے:

علیك اسلام یا خبیب' علیك اسلام یا خبیب

(اے خبیب تجھ پر سلام' اے خبیب تجھ پر سلام)

صحابہ کرامؓ نے حیرت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا فرما رہے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حیرت کو پہچان لیا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"خبیب کو اللہ کے دشمنوں نے قتل کر ڈالا' یہ جبرئیل علیہ السلام مجھے اس کا سلام پہنچاتے ہیں۔"

یہ شہید راہ حق جن کا سلام' تین سو میل دور ان کے مقتل سے' روح الامین نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا اور جن پر خود سید الانام خیر الخلائق امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا' قبیلہ اوس کے چشم و چراغ حضرت خبیبؓ بن عدی انصاری تھے۔

(تیس پروانے شمع رسالت کے' صفحہ 277)

☆☆☆☆

Marfat.com

سفانہؓ طائی مجلسِ نبوت میں

9 ہجری میں جب حضرت علیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بنو طے پر حملہ کر کے انہیں شکست دی اور مال غنیمت اور جنگی قیدیوں کو مدینہ میں لے آئے تو ایک دن جب ان اسیروں کو خدمت نبوی ﷺ میں پیش کیا گیا تو سفانہؓ نے آگے بڑھ کر عرض کیا:

"اے صاحب قریش! مجھ بے کس پر رحم کیجئے۔ باپ کا سایہ میرے سر سے اٹھ چکا ہے اور بھائی مجھے بے یار و دیار چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ میرے والد سردار قبیلہ تھے' بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے' یتیموں کی سرپرستی کرتے تھے' حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرتے تھے' پڑوسیوں کے حقوق ادا کرتے تھے' اسیروں کو رہائی دلاتے تھے' زیردستوں کی دست گیری کرتے تھے' مظلوموں کی حمایت کرتے تھے اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچاتے تھے۔ میں اس حاتم طائی کی بیٹی ہوں جس کے در سے کبھی کوئی سائل خالی ہاتھ نہیں گیا تھا۔ اگر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) مناسب سمجھیں تو مجھے آزاد کر دیں تاکہ میری وجہ سے عربوں کی قومی روایات پر حرف نہ آئے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفانہؓ کی باتیں سن کر ارشاد فرمایا: "اے خاتون جو صفات تو نے اپنے والد کی بیان کی ہیں یہ تو مسلمانوں سے مخصوص ہیں' اگر تیرے والد زندہ ہوتے تو ہم ان سے اچھا سلوک کرتے۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:
"اس عورت کو چھوڑ دو۔ یہ ایک نیک خصلت باپ کی بیٹی ہے۔ کوئی معزز شخص ذلیل ہو

Marfat.com

جائے اور کوئی مالدار محتاج ہو جائے یا کوئی عالم جاہلوں میں پھنس جائے تو اس کے حال پر ترس کھایا کرو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر سفانہؓ کو رہا کر دیا گیا لیکن وہ اپنی جگہ پر کھڑی رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"کیوں...... کیا بات ہے؟"

سفانہؓ نے عرض کیا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جس باپ کی بیٹی ہوں اس کا یہ دستور نہ تھا کہ قوم مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ سکھ کی نیند سوئے' جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر کرم فرمایا ہے' وہاں میرے ساتھیوں پر بھی رحم فرمائیے۔ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جزا دے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفانہؓ کی استدعا سے بڑے متاثر ہوئے اور حکم دیا کہ سارے اسیران طے کو رہا کر دیا جائے۔ اس پر سفانہؓ کی زبان پر بے اختیار یہ الفاظ جاری ہو گئے:

"اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکی کو اس شخص تک پہنچائے جو اس کا مستحق ہو۔ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بد کیش اور بد طینت کا محتاج نہ کرے اور جس فیاض قوم سے کوئی نعمت چھن جائے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے واپس دلا دے۔"

ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفانہؓ کو اس وقت تک رک جانے کے لیے کہا جب تک کوئی یمن جانے والا نہ مل جائے۔

چند دن بعد قبیلہ بلی یا قضاعہ کا ایک وفد مدینے آیا۔ سفانہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اس وفد کی واپسی کے وقت مجھے اس کے ہمراہ بھیج دیجئے' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفانہؓ کے مرتبے کے مطابق سواری' لباس اور زادراہ کا انتظام کر کے انہیں قافلے کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

(تیس پروانے شمع رسالت کے' صفحہ 363-361)

☆☆☆☆

Marfat.com

ایک پسندیدہ وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں

رمضان المبارک 10ھ میں ایک دن ایک وفد مدینہ منورہ میں اس شان سے وارد ہوا کہ اہل مدینہ اس کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وفد کے تمام اراکین نہایت عمدہ پوشاکوں میں ملبوس تھے اور سب کے کندھوں پر بیش قیمت یمنی چادریں تھیں۔ ان کی قیادت ایک کشیدہ قیامت وجیہہ نوجوان کر رہا تھا' جس کا شہابی رنگ اور انتہائی دلکش خدوخال اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ کسی اعلیٰ خاندان کا فرد ہے۔ یہ وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کا سلیقہ اور قرینہ دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔ ان کو اہلاً و سہلاً و مرحبا کہا اور قائد وفد کے لیے اپنی ردائے مبارک بچھادی۔ پھر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کرو۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوان رعنا سے پوچھا:

"تمہارا کس غرض سے یہاں آنا ہوا؟"

عرض کیا "اسلام قبول کرنے کے لیے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک پر بشاشت پھیل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اچھا تو تم ان امور پر میری بیعت کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ نمازیں جو تم پر فرض کی گئی ہیں' ان کی پابندی کرو' مقررہ زکوٰۃ باقاعدگی سے ادا کرو۔ ہمیشہ مسلمانوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کرو' کیونکہ جو کسی پر رحم نہیں کرتا' اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ اپنے امیر کی اطاعت کرو' خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔"

قائد وفد نے بلا تامل عرض کیا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ان سب باتوں کا اقرار کرتا ہوں' لایئے اپنا دست مبارک۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متبسّم ہو کر ان سے بیعت لی اور اس کے ساتھ ہی وفد کے دوسرے ارکان بھی کلمۂ شہادت پڑھ کر پرستاران حق کے اس گروہ میں شامل ہو گئے جن کے بارے میں رضی اللہ عنہم ورضوعنہ فرمایا گیا ہے۔

یہ سعادت مند خوبرو نوجوان جس کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ردائے مبارک بچھائی' حضرت جریرؓ بن عبداللہ البجلی تھے۔

(تیس پروانے شمع رسالت کے' صفحہ 372-371)

☆☆☆☆

Marfat.com

جنت البقیع میں ایک مجلس

ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان "جنت البقیع" میں شمع توحید کے چند پروانوں کے درمیان رونق افروز تھے اور یوم حشر کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اثنائے گفتگو میں مہبط وحی و رسالت ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن اس قبرستان کے ستر ہزار آدمی کسی حساب کتاب کے بغیر بخش دیئے جائیں گے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر حاضرین میں سے ایک صاحب نے بڑے اشتیاق اور معصومانہ سادگی کے ساتھ عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول' آپ ﷺ میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے۔"

یہ سن کر وہ صاحب فرط مسرت سے بے خود ہو گئے اور بے اختیار ان کی زبان پر تحمید و تہلیل جاری ہو گئی۔ اب ایک دوسرے صاحب نے عرض کی:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بارے میں بھی۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سبقك بها عكاشة"

"یعنی عکاشہ تم پر سبقت لے لیا۔"

Marfat.com

اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مبارک "ضرب المثل" کی صورت اختیار کر گئے جب کوئی شخص کسی کام میں پہل کر جاتا تو لوگ کہتے:

"فلاں عکاشہ کی طرح سبقت لے گیا۔"

بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے کی بشارت پانے والوں پر سبقت لے جانے والے یہ عکاشہ...... محصن بن حرثان کے لخت جگر تھے۔

(خیر البشر کے چالیس جاں نثار' صفحہ 155-156)

☆☆☆☆

Marfat.com

ایک مجلس میں دین کی تبلیغ

حضرت عمروؓ بن عبسہ بارگاہ نبوت میں اپنے مشاہدات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بڑے لطف وانبساط کے ساتھ لوگوں کو بتایا کرتے تھے۔ ہم یہاں ان سے مروی صرف ایک حدیث بیان کرتے ہیں:

مسند احمد بن حنبلؒ میں حضرت عمروؓ عبسہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا چیز ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تیرا دل اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جائے اور تیری زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو آزار نہ پہنچے۔"

پھر اس نے پوچھا:

"اسلام کا سب سے بہتر جزو کیا ہے؟"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان۔"

اس نے پوچھا: "ایمان کیا چیز ہے؟"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو دل سے مانے اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر یقین رکھے۔"

اس نے پوچھا: "اچھا...... ایمان میں بہتر کیا ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہجرت۔"

اس نے عرض کیا: ''ہجرت سے کیا مراد ہے؟''
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کہ تو برائیاں ترک کر دے۔''
اس نے پوچھا: ''اچھا' تو سب سے بہتر ہجرت کون سی ہے؟''
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہاد کرنا اور کافروں کے خلاف جان توڑ کر لڑنا۔''

اس نے پوچھا: ''اچھا...... تو جہاد کون سا افضل ہے؟''
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کا جہاد جس کا گھوڑا زخمی ہو جائے اور خود اس کا خون بہہ جائے۔''

ایک روایت کے مطابق اس ارشاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اضافہ بھی فرمایا کہ:

''اس کے بعد دو کام اور ہیں' جو سب سے عمدہ ہیں مگر ہاں وہ شخص جو یہی کام کرے ایک حج جس میں جنابت نہ ہو (یعنی جس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔) دوم عمرہ کرنا۔''
(خیر البشر کے چالیس جاں نثار' صفحہ 204)

☆☆☆☆

Marfat.com

''جس مجلس میں ایک نووارد نے پوچھا''

9ہجری کا ذکر ہے کہ ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی ﷺ میں رونق افروز تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ، حضرت انسؓ بن مالک اور کئی دوسرے جلیل القدر صحابہ کرامؓ بھی بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر تھے۔ اتنے میں سامنے سے ایک اعرابی (بُدو) نمودار ہوا۔ یہ دہرے بدن کا ایک دیدارو نوجوان تھا۔ بلند قامت، گورا چٹا رنگ، سیاہ گیسو کانوں کی لو سے اس طرح نکلے ہوئے جیسے چاند کے گرد ہالہ۔ وہ اپنی اونٹنی کی مہار تھامے بدویانہ انداز میں رواں دواں مسجد کے اندر گھس آیا۔ اونٹنی کو ایک کونے میں بٹھایا اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کے قریب پہنچ کر بلند آواز سے پوچھا:

''آپ حضرات میں ابن عبدالمطلب کون ہیں؟''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''ابن عبدالمطلب میں ہوں، فرمایئے؟''

اعرابی: ''محمد (ﷺ) آپ ہی کا نام ہے؟''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ''ہاں۔''

اعرابی: ''اے صاحب! میں ایک دیہاتی آدمی ہوں۔ کچھ باتیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ میری زبان کی درشتی سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ناراض تو نہیں ہوں گے؟''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ''نہیں نہیں تم جو پوچھنا چاہتے ہو بے تکلفی سے پوچھو، میں ہرگز کبیدہ خاطر نہ ہوں گا۔''

اعرابی: ''اے محمد! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قاصد (داعی) ہمارے قبیلے میں آیا تھا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا رسول مبعوث کیا ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ''ہاں اس نے سچ کہا۔''

اعرابی: ''آسمان کس نے بنایا ہے؟''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ''اللہ نے۔''

اعرابی: ''زمین کس نے بنائی ہے؟''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''اللہ نے۔''

اعرابی: ''ان پہاڑوں کو کس نے قائم کیا اور ان میں انواع واقسام کی چیزیں کس نے بنائیں؟''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''اللہ نے۔''

اعرابی: ''اسی اللہ کی قسم ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان پہاڑوں کو قائم کیا۔ کیا واقعی اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے؟''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ''نعم (ہاں)''

اعرابی: ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد نے ہمیں یہ بھی بتایا تھا کہ رات دن میں ہمارے لیے پانچ نمازیں پڑھنا فرض ہیں۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ''اس نے سچ کہا۔''

اعرابی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو منصب رسالت پر فائز کیا' واقعی اس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان نمازوں کا حکم دیا ہے؟''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''ہاں۔''

اعرابی: ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد نے ہمیں یہ بھی کہا تھا کہ سال میں ایک مرتبہ ہمیں اپنے مال پر زکوۃ دینی چاہیے؟''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''اس نے سچ کہا۔''

اعرابی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت عطا کی' کیا واقعی اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کا حکم دیا؟''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''ہاں۔''

اعرابی: ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد نے ہمیں یہ تلقین بھی کی کہ ہر

Marfat.com

سال رمضان کا پورا مہینہ ہم روزے رکھا کریں؟"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: "ہاں اس نے سچ کہا۔"

اعرابی: "آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد نے ہم سے یہ بھی کہا کہ جس شخص کو استطاعت ہو اس پر بیت اللہ کا حج کرنا بھی فرض ہے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: "اس نے سچ کہا۔"

یہ سوال جواب ہو چکے تو اعرابی نے کلمہ شہادت پڑھا اور عرض کیا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری قوم نے مجھے اپنا قاصد بنا کر آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور میں بنو سعد بن بکر کا بھائی ہوں۔ اس ذات برحق کی قسم جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سچا نبی بنایا ہے جو باتیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمائی ہیں' میں ان میں نہ کمی کروں گا نہ زیادتی۔"

یہ کہہ کر انہوں نے نہایت ادب سے سلام کیا اور اپنے وطن کی طرف چل دیئے۔ اس موقع پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اگر اس گیسوؤں والے نے سچ کہا ہے' تو ضرور جنت میں داخل ہو گا۔"

(خیر البشر کے چالیس جاں نثار' صفحہ 220-217)

☆☆☆☆

Marfat.com

ایک ہی بزرگ صحابیؓ دو مجلسوں میں

(1)

ہجرت نبوی سے چند سال بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن میانہ قد اور اکہرے بدن کے ایک گورے چٹے پاکیزہ صورت آدمی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بڑے ادب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور پھر آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھ کر ارشادات نبوی ﷺ سے مستفیض ہونے لگے۔ یکا یک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر آثار وحی طاری ہوئے اور زبان رسالت ﷺ پر قرآن حکیم کی ایک سورۃ[1] جاری ہو گئی۔ وہ صاحب وحی الٰہی کا ایک ایک لفظ بغور سنتے اور اس کو لکھتے جاتے تھے۔ جب جبریل امین علیہ السلام پیغام الٰہی پہنچا کر واپس چلے گئے تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو قرآن سنایا کروں (تاکہ تمہیں یاد ہو)

ان صاحب نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں۔"

یہ سن کر وہ صاحب فرط مسرت سے بے خود ہو گئے اور بے اختیار رونے لگے۔

یہ صاحبؓ رسول ﷺ جن کا خود رب ذوالجلال والاکرام نے نام لے کر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کو قرآن سنائیں سید المسلمین حضرت ابیؓ بن کعب انصاری تھے۔

(خیر البشر کے چالیس جاں نثار، صفحہ 239)

---

1. بعض روایتوں میں ہے کہ یہ سورہ البینۃ تھی۔

Marfat.com

(2)

ایک دفعہ بارگاہ رسالت ﷺ میں آپ حاضر تھے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

"یارسول اللہ (ﷺ) ہم لوگ جو بیمار ہوتے ہیں یا دوسری تکلیفیں اٹھاتے ہیں' اس میں بھی کچھ ثواب ہے؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں یہ بیماریاں اور تکلیفیں مسلمان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔"

حضرت ابیؓ نے پوچھا: "یارسول اللہ (ﷺ) کیا معمولی تکلیفیں بھی گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔

فرمایا: "چھوٹی چھوٹی تکلیفیں کیا' مسلمان کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے۔"

یہ سنتے ہی جوش ایمان کی یہ کیفیت ہوئی کہ بے ساختہ زبان پر یہ دعا جاری ہو گئی۔

"الٰہی میں ہمیشہ بخار میں مبتلا رہوں۔ مگر نماز باجماعت' حج' عمرہ اور جہاد کے قابل رہوں۔"

یہ دعا فوراً درِ اجابت پر پہنچ گئی۔ اہلِ سیر کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت ابیؓ کو ہر وقت خفیف سی حرارت رہتی تھی۔ شاید اس کی وجہ سے ان کے مزاج میں قدرے حِدت پیدا ہو گئی تھی۔

(خیر البشر کے چالیس جاں نثار' صفحہ 245)

☆☆☆☆

Marfat.com

عقیدت مندوں کے حلقے میں ایک نووارد

ہجرت نبوی ﷺ کے چند سال بعد کا ذکر ہے مدینہ منورہ میں کسی جگہ شمع رسالت ﷺ کے چند پروانے سید الانام رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقے کی صورت میں بیٹھے تھے اور حضور کے فیضان نبوی سے بہرہ یاب ہو رہے تھے اتنے میں دور ایک گلی کی طرف سے ایک صاحب نمودار ہوئے جو بھاگم بھاگ بارگاہ رسالت ﷺ کی جانب آرہے تھے یہ ایک قوی الجثہ اور خمیدہ قامت آدمی تھے ان کے جسم پر نہایت پرانی پیوند لگی دو چادریں تھیں اور سر اور داڑھی کے بال پراگندہ۔ انہوں نے قریب آکر نہایت ادب سے سلام کیا اور پھر مجلس نبوی ﷺ میں بیٹھ کر بڑے ذوق و شوق سے دانائے کونین ﷺ کے ارشادات سننے لگے۔ اثنائے گفتگو میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بہت سے گرد آلود اور پراگندہ مو آدمی دو پرانی چادروں والے
جو لوگوں کے نزدیک بالکل حقیر ہیں جب قسم کھا بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی
قسم پوری کر دیتا ہے اور براءؓ بھی ایسے ہی آدمیوں میں سے ہیں۔"

یہ نووارد "براءؓ" ہی تو تھے۔ خیر الخلائق کا ارشاد سن کر وہ فرط مسرت سے بے خود ہو گئے اور بے اختیار ان کی زبان پر تحمید و تہلیل جاری ہو گئی۔

براءؓ جن کی قسم کا خود رب ذوالجلال والاکرام کو اس قدر پاس تھا، خزرج کے خاندان نجار کے رکن مالک بن نضر کے لخت جگر، حضرت انسؓ بن نضر شہید اُحد کے بھتیجے اور خادم رسولؐ حضرت انسؓ بن مالک کے حقیقی بھائی تھے۔

(خیر البشر کے چالیس جاں نثار، صفحہ 365)

Marfat.com

مجلس نبویؐ میں ایک چمکتے ہوئے چہرے والے

ہجرت نبوی کے چند سال بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک انصاری صاحبؓ رسول ﷺ جن کا چہرہ نور ایمان سے چمک رہا تھا' سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضری کی نیت سے بڑے ذوق و شوق سے مسجد نبوی ﷺ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں خطبہ دے رہے تھے۔ وہ صاحب ابھی مسجد کے باہر ہی تھے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران میں مسجد میں ایستادہ چند لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اجلسوا"

(اے لوگو بیٹھ جاؤ۔)

ان صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا تو معاً ان کے قدم زمین میں گڑ گئے اور وہ اسی جگہ بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے تو کسی نے یہ واقعہ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ ﷺ کو ان صاحب کے جذبۂ اطاعت رسول ﷺ پر بڑی مسرت ہوئی اور آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کا جذبہ اور زیادہ کرے۔"

یہ صاحبؓ رسول ﷺ جن کے جذبہ اطاعت نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مسرور کیا کہ لسان رسالت ﷺ پر ان کے لیے دعائے برکت جاری ہو گئی' سیدنا حضرت عبداللہؓ بن رواحہ انصاری تھے۔

(خیر البشر کے چالیس جاں نثار' صفحہ 297)

خوش قسمت نوجوان مجلس نبوی ﷺ میں

ایک دن بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں طویل قامت روشن چہرے اور بڑی بڑی سرگین آنکھوں والے ایک گورے چٹے نوجوان حاضر تھے اور بڑی توجہ اور انہماک کے ساتھ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سن رہے تھے۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کے جواب میں کچھ عرض کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ دُرِّ دنداں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔ یکایک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ لیا اور فرمایا: "میں تم سے بہت محبت رکھتا ہوں۔"

نوجوان نے فرط مسرت سے بے خود ہو کر عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان مجھے بھی آپ ﷺ سے غایت درجہ محبت ہے اور آپ ﷺ مجھے دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر محبوب ہیں۔"

سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے متبسم ہو کر فرمایا:

"اچھا تو تمام نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھنا کبھی نہ بھولنا:

"رب اعنی علی ذکرك و شکرك و حسن عبادتك"

ترجمہ: (اے اللہ اپنا ذکر و شکر اور اپنی عبادت اچھی طرح کرنے کیلئے میری مدد فرما۔"

انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ، میں آپ ﷺ کے ارشاد پر ہمیشہ عمل کروں گا اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے کی وصیت کروں گا۔"

(خیر البشر کے چالیس جاں نثار، صفحہ 331)

Marfat.com

حضرت عبداللہؓ بن سلام مجلس نبوی ﷺ میں

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں نزول اجلاس فرمانے کے کچھ عرصہ بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن ادھیڑ عمر کے ایک وجیہہ اور شکیل آدمی بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ گزشتہ شب میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں کسی باغ میں ہوں جس کی وسعت اور سرسبزی حد بیان سے باہر ہے۔ اس چمن کے بیچ میں لوہے کا ایک ستون ہے جس کا نیچے کا سرا زمین میں ہے اور اوپر کا آسمان تک پہنچا ہوا ہے۔ اوپر کی جانب ایک عروہ (حلقہ یا کڑا) ہے۔ مجھ سے کسی نے کہا کہ اس ستون پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا۔ اتنے میں ایک خادم آگیا۔ اس نے پیچھے کی طرف سے میرے کپڑے اٹھائے اور میں نے اس کے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ میں ستون کے اوپر پہنچ گیا اور اس کا حلقہ پکڑ لیا۔ کسی نے کہا اس کو مضبوط پکڑ لے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو باغ تم نے دیکھا وہ اسلام کا باغ ہے اور ستون اسلام کے احکام و ارکان ہیں۔ اور وہ عروہ (حلقہ) عروۃ الوثقیٰ ہے۔"

جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے:

"فقد استمك بانعروة الوثقي الا انفصام لها"

"پس تم تادم واپسیں اسلام پر قائم رہو گے۔"

Marfat.com

زبان رسالت ﷺ سے اپنے خواب کی تعبیر سن کر وہ صاحب فرطِ مسرّت سے بے خود ہو گئے اور ان کی زبان پر تکبیر و تہلیل جاری ہو گئی۔

یہ صاحب جن کو سرکار دو عالم نے مرتے دم تک اسلام پر قائم رہنے کی بشارت دی، حضرت ابو یوسف عبد اللہؓ بن سلام تھے۔

(خیر البشر کے چالیس جاں نثار، صفحہ 382-381)

☆☆☆☆

Marfat.com

شہید صحابیؓ کے لیے دعا

جنگ بدر کے بعد حضرت سعدؓ بن ربیع جنگ اُحد میں شریک ہوئے اور بڑی جانبازی سے لڑے۔ یہاں تک کہ زخموں سے چور چور ہو کر گر پڑے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کو بارہ شدید زخم آئے۔ حضرت سعدؓ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سے بڑا تعلق خاطر تھا۔ جنگ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعدؓ نظر نہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"کوئی ہے جو سعدؓ بن ربیع کی خبر لائے؟"

حضرت ابیؓ بن کعب نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ میں جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ میدان جنگ میں گئے اور لاشوں کے درمیان پھر کر سعدؓ بن ربیع کو تلاش کرنے لگے۔ بار بار ان کا نام لے کر پکارتے تھے، لیکن کوئی جواب نہ ملتا تھا۔ آخر انہوں نے بآواز بلند یہ الفاظ کہے: "سعدؓ اگر زندہ ہو تو جواب دو، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

اس وقت سعدؓ بن ربیع کا دم واپسیں تھا۔ رسول اللہ (ﷺ) کا اسم گرامی سنا تو اپنے اندر ایک توانائی سی محسوس کی۔ روح اور جسم کی تمام قوتوں کو مجتمع کر کے نحیف سی آواز میں جواب دیا۔

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں میرا سلام عرض کرنا اور میرے انصاری بھائیوں سے کہنا کہ اگر آج خدانخواستہ رسول اللہ (ﷺ) شہید ہو گئے اور تم

میں سے کوئی ایک بھی زندہ بچا تو اللہ کو ہرگز منہ نہ دکھا سکو گے اور اس کے سامنے تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہو گا۔ ہم نے لیلتہ العقبہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر فدا ہونے کا حلف اٹھایا تھا۔"

یہ کہا اور ہچکی لے کر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے۔

حضرت ابیؓ بن کعب نے حضرت سعدؓ کے آخری الفاظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ سعدؓ کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے۔"

زندگی اور موت دونوں میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ہی خواہ رہے۔

(خیر البشر کے چالیس جاں نثار' صفحہ 399-398)

☆☆☆☆

Marfat.com

میں ظلم کا گواہ نہیں بنتا

ہجرت نبوی ﷺ کے چند سال بعد کا ذکر ہے کہ ایک مدنی صاحبؓ رسول ﷺ ایک پانچ چھ سالہ بچے کی انگلی پکڑے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

"یا رسول اللہ (ﷺ) میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ یہ میرا نہایت ہی پیارا فرزند ہے اور اس کی ماں بھی اس سے والہانہ محبت کرتی ہے۔ ہم دونوں کی دلی خواہش ہے کہ یہ ہماری جائیداد کا وارث بنے۔ آپ ﷺ گواہ رہیں کہ میں فلاں جائیداد اپنے اس فرزند کو ہبہ کرتا ہوں۔ آج کے بعد یہی اس کا مالک ہوگا۔"

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"کیا تم نے اپنے دوسرے بیٹوں کو بھی حصہ دیا ہے؟"

انہوں نے عرض کی:

"نہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تو پھر میں ظلم کا گواہ نہیں بنتا۔"

(کیونکہ ایک بیٹے کی خاطر دوسرے بیٹوں کو جائیداد سے محروم کرنا صریح ناانصافی ہے۔)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر وہ صاحب بولے:

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے، میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں اب اس بچے کے ساتھ امتیازی سلوک

Marfat.com

ہرگز نہیں کروں گا۔"

یہ کہہ کر بچے کے ساتھ واپس تشریف لے گئے۔

یہ صاحبِ رسول ﷺ جنہوں نے سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سامنے بلا چوں و چرا سر تسلیم خم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے اپنے جذبات کو کچل دیا سیدنا حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری تھے۔

(خیر البشر کے چالیس جاں نثار، صفحہ 407)

☆☆☆☆

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک محبوب صحابیؓ

شعبان 6 ہجری میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو کلب کی طرف ایک مہم بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو منتخب کرنا چاہا جو تبلیغ اور جنگ دونوں صورتوں میں کامیابی سے اپنا کردار ادا کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے' جہاں دوسرے بہت سے صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی بھیج کر اپنے مطلوبہ صحابیؓ کو بلوایا۔ تھوڑی دیر میں سرخ وسپید رنگ والے اور طویل قامت کے ایک بارعب شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئے۔ ان کی دراز ریش اور سر پر کانوں کے نیچے تک گھونگھر دار کاکلیں ان کی وجاہت کو دوبالا کر رہی تھیں۔ انہوں نے آتے ہی عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ اس غلام کو کیسے یاد فرمایا۔ زہے قسمت کہ کوئی خدمت اس کے سپرد فرمائی جائے۔"

سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بڑے پیار سے اپنے سامنے بٹھایا اور اس مہم کی تفصیل سمجھائی اور پھر نہایت محبت اور شفقت سے (ان کا عمامہ کھول کر) اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر سیاہ عمامہ باندھا' جس کا شملہ چار انگشت ان کی پشت پر چھوڑا۔ اس کے بعد انہیں سات سو مجاہدین کا قائد مقرر فرمایا اور پھر حمد و ثناء کے بعد ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے جاؤ۔ اللہ کی نافرمانی کرنے والوں سے لڑو' لیکن خیانت نہ کرنا' مثلہ نہ کرنا (دشمن کی لاشوں کے ہونٹ' کان' ناک وغیرہ مت کاٹنا) اور نہ

Marfat.com

بچوں کو ہی قتل کرنا۔ یہ تم میں خدا کا عہد اور اس کے نبی ﷺ کی سیرت ہے۔"

ان صاحب نے ارشاد نبوی ﷺ کے سامنے سر جھکا دیا۔ اس پر عمل کرنے کا عہد کیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر دومتہ الجندل کی طرف روانہ ہو گئے۔

یہ صاحبؓ رسول ﷺ جن کی دستار بندی خود سید المرسلین رحمت دو عالم فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے فرمائی اور جن کو ایک اہم مہم کی قیادت کے لیے منتخب فرمایا' سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف الزہری تھے۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی' صفحہ 81-80)

☆☆☆☆

Marfat.com

اس کا کون مصداق ہے

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے چند جاں نثاروں کے حلقے میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی (دیہاتی آدمی) حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ قرآن کریم کی آیت:

من المومنین رجال' صدقوا ماعاهدو والله علیه فمنهم من قضیٰ نحبه

کا مصداق کون ہے؟ (یا کون لوگ ہیں)

ترجمہ: (ایمان والوں میں سے ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا ہے۔ ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا ہے اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے۔)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے اپنا سوال دہرایا، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی خاموش رہے۔ اتنے میں میانہ قد' ورزشی بدن اور سرخ و سفید رنگ کے ایک خوبرو آدمی بارگاہ رسالت ﷺ میں وارد ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معاً سائل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"یہ ہے وہ شخص جو اس آیت کا مصداق ہے۔"

(یا ان لوگوں میں سے ایک ہے جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔)

یہ صاحبؓ رسول ﷺ جن کو یہ عظیم شرف حاصل ہوا کہ خود سید المرسلین فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس آیت کا مصداق ٹھہرایا' سیدنا حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ تھے۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی' صفحہ 105)

تین قیدی

جنگ بدر کے بعد گرفتار ہو جانے والے تین صحابیوں کے متعلق حضور اکرم ﷺ ہر نماز کے بعد دعا فرمایا کرتے تھے:

"اے اللہ! سلمہؓ بن ہشام' عیاشؓ بن ابی ربیعہ اور ولیدؓ بن ولید کو مشرکین کے پنجۂ ستم سے رہائی دلا۔"

راہ حق کے یہ تینوں اسیر (مکہ میں) بڑے صبر اور استقامت کے ساتھ اپنے ایام مصیبت کاٹ رہے تھے کہ ایک دن موقع پا کر ولیدؓ بن ولید اپنے آپ کو طوق و سلاسل سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے اور چھپتے چھپاتے مدینہ منورہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سلمہؓ اور عیاشؓ کا حال پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ سخت مصیبت میں ہیں۔ مشرکین نے دونوں کے پاؤں ایک بیڑی میں جکڑ رکھے ہیں اور ان پر نت نئے مظالم ڈھاتے ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان مظلوموں کا حال سن کر بہت ملول ہوئے اور حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"تم میں کون ایسا اللہ کا بندہ ہے جو سلمہ اور عیاش کو قید سے چھڑا لائے۔"

حضرت ولیدؓ بن ولید کھڑے ہو گئے اور عرض کیا:

Marfat.com

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خدمت اس نیاز مند کے سپرد کر دیجئے۔"
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"اچھا تم ہی جاؤ اور مکہ میں پہنچ کر وہاں کے لوہار کے ہاں ٹھہرو۔ وہ دین حق قبول کر چکا ہے۔ اس کی وساطت سے پوشیدہ طور پر سلمہ اور عیاش سے ملو اور ان سے کہو کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے' تم دونوں میرے ساتھ نکل چلو۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت ولیدؓ مکہ پہنچے اور وہاں کے مسلمان لوہار کے ہاں فروکش ہوئے۔ اس نے بتایا کہ مشرکین سلمہؓ اور عیاشؓ کا قیدنامہ تمہارے فرار ہونے کے بعد بدلتے رہتے ہیں۔ معلوم نہیں وہ آج کل کہاں محبوس ہیں۔"

حضرت ولیدؓ قید خانے کا پتہ لگانے کی ٹوہ میں رہے۔ ایک دن ایک عورت کو دیکھا کہ سر پر کھانا رکھے کہیں جا رہی ہے۔ اس سے پوچھا: "بہن کس کا کھانا لیے جاتی ہو؟"

بولی: "سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو جو صابی (بے دین) ہو گئے ہیں۔ یہ کھانا دینے جا رہی ہوں۔"

حضرت ولید رضی اللہ عنہ نے بظاہر بے اعتنائی سے اس کی بات سنی لیکن جب وہ آگے بڑھی تو اس کی نظر بچا کر پیچھے پیچھے چلنے لگے' حتیٰ کہ انہوں نے وہ مکان دیکھ لیا جس میں دونوں پرستاران حق مقید تھے۔ قیام گاہ پر واپس آکر لوہار کو سارا قصہ سنایا اور کہا کہ سلمہؓ اور عیاشؓ کے طوق و سلاسل کاٹنے کی کوئی ترکیب بتاؤ۔ اس نے کہا کہ زنجیر کے نیچے ایک مضبوط پتھر رکھنا اور اس کی کڑی پر تلوار رکھ کر اس پر پتھر سے ضربیں لگانا' زنجیر آہستہ آہستہ کٹ جائے گی۔

رات کی تاریکی میں حضرت ولیدؓ اپنے مقدس مشن کی تکمیل کے لیے نکلے۔ اتفاق سے قید خانہ بغیر چھت کے تھا۔ حضرت ولیدؓ دیوار پھاند کر قید خانے میں جا کودے۔ مظلوم قیدیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دیا۔ پھر لوہار کی ہدایت کے مطابق عمل کر کے ان کی زنجیر کاٹ ڈالی اور دونوں کو ساتھ لے کر باہر آئے۔ اپنا اونٹ باہر باندھ آئے تھے۔ تینوں اس پر سوار ہوئے اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

صبح ہوئی تو قیدیوں کو نہ پا کر مشرکین نے اپنا سر پیٹ لیا۔ کچھ شوریدہ سروں نے تیز رفتار سانڈنیوں پر تعاقب کیا لیکن ناکام رہے' کیونکہ راہ حق کے تینوں مسافر بہت دور نکل گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخیر و عافیت مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے اور حضرت ولیدؓ کے حق میں دعائے خیر کی۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی' صفحہ 226-225)

☆☆☆☆

Marfat.com

زبردست بشارت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک مجلس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کا جو فرد ان احادیث کو یاد کرلے وُہ جنت میں داخل ہوگا:

1- تم اللہ پر ایمان لاؤ۔
2- آخرت کے دن پر ایمان لاؤ۔
3- فرشتوں پر ایمان لاؤ۔
4- آسمانی کتابوں پر ایمان لاؤ۔
5- نبیوں پر ایمان لاؤ۔
6- مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لاؤ۔
7- تقدیر پر ایمان لاؤ کہ اچھی اور بری سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔
8- اور اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔
9- اچھی طرح مکمل وضو کر کے ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کرو۔
10- زکوٰۃ ادا کرو۔
11- رمضان کے روزے رکھو۔
12- اور اگر مالی گنجائش تمہارے پاس ہو تو حج بیت اللہ کرو۔
13- روزانہ بارہ رکعت (سنت موکدہ) ادا کرو۔

Marfat.com

14- کسی رات میں وتر کی نماز نہ چھوڑو۔

15- اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

16- اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو۔

17- یتیم کا مال ظلماً نہ کھاؤ۔

18- شراب نہ پیو۔

19- زنا کا ارتکاب نہ کرو۔

20- اللہ کے نام کی جھوٹی قسم نہ کھاؤ۔

21- جھوٹی گواہی نہ دو۔

22- نفسانی خواہش پر عمل نہ کرو۔

23- اپنے مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرو۔

24- پاکباز شخص پر الزام نہ لگاؤ۔

25- اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ دھوکہ نہ کرو۔

26- لہو ولعب میں مشغول نہ ہو۔

27- کھیل کود میں لگنے والوں کے ساتھ نہ رہا کرو۔

28- کسی چھوٹے قد والے کو حقارت سے ٹھگنا کہہ کر نہ پکارو۔

29- کسی انسان کے ساتھ گھٹیا قسم کا مذاق نہ کرو۔

30- دو مسلمان بھائیوں میں چغل خوری نہ کرو۔

31- اللہ تعالیٰ کی نعمت پر اس کا شکریہ ادا کرو۔

32- مصیبت اور تکلیف پر صبر کیا کرو۔

33- اللہ کے عذاب سے غافل نہ ہو۔

34- رشتہ داروں سے قطع رحمی نہ کرو۔

35- ان کے ساتھ صلۂ رحمی کرو۔

36- اللہ کی مخلوقات میں کسی پر لعنت نہ کرو۔

37- سبحان اللہ ـــــ اللہ اکبر ـــــ لا الہ الا اللہ کثرت سے پڑھا کرو۔

38- جمعہ اور عیدین کی جماعت کبھی نہ چھوڑو۔

39- اس بات کا یقین رکھو کہ جو تمہیں نہیں ملا' وہ تمہیں اللہ کی طرف سے ملنا ہی نہ تھا۔

40- کسی بھی حالت میں تلاوت قرآن پاک نہ چھوڑو۔

Marfat.com

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ:

”جو شخص اسے یاد کرے اسے کیا ملے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”اللہ تعالیٰ اس کا حشر انبیاء اور علماء کے ساتھ فرمائیں گے۔“

نوٹ:

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے اس چہل حدیث کو اپنی کتاب فضائل قرآن کے آخر میں ذکر کیا ہے۔

☆☆☆☆

Marfat.com

اونٹنی کا گوشت

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے۔ دوستوں کی ایک جماعت بھی وہاں موجود تھی۔ رشد و ہدایت کے چشمہ سے فیض کی نہریں بہہ رہی تھیں اور حاضرین ہمہ تن گوش بنے ساکت و جامد دکھائی دیتے تھے۔ مسجد سے باہر چند صحابہ کرامؓ آپس میں محو گفتگو تھے۔ اتنے میں ایک ناقہ ان کے پاس آ کر رکی۔ سوار نے اترنے کے بعد اسے کھجور کے ایک تنے سے باندھ دیا اور صحابہ کرامؓ سے ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ مسافر مسجد میں داخل ہو گیا اور صحابہ کرامؓ باتوں میں مشغول ہو گئے۔

ان صحابہ کرامؓ میں انصار مدینہ کے ایک نہایت ہی زندہ دل جوان موجود تھے، جنہیں لوگ نعیمان کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ عمرو انصاری کے فرزند تھے اور لوگ ان کی ظرافت اور زندہ دلی سے واقف تھے۔ حضرت ربیعہؓ بن عثمان فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کرامؓ نے ان سے کہا:

"نعیمانؓ اس اونٹنی کا گوشت کھلاؤ، تم اسے ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دو۔"

"مگر اس کی قیمت کون ادا کرے گا۔" نعیمانؓ نے پوچھا۔

صحابہؓ کچھ دیر تک خاموش رہے، پھر ایک نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کر دیں گے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین اور کسی کا دل توڑنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں ہے۔"

نعیمانؓ نے صحابہؓ کی مدد سے اونٹنی کو ذبح کر کے گوشت سب میں تقسیم کر دیا اور اونٹنی کی باقیات کو وہیں چھوڑ کر خود فرار ہو گئے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس بابرکت سے باہر آکر جب مسافر نے اپنی اونٹنی کی باقیات کو دیکھا تو بے اختیار چلّا اٹھا:

"محمد ﷺ! کسی نے میری اونٹنی کو ذبح کر دیا ہے۔ ہائے میں لُٹ گیا۔"

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے اور اونٹنی کی باقیات کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں موجود صحابہؓ سے دریافت فرمایا:

"اسے کس نے ذبح کیا ہے؟"

لوگوں نے کہا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسے نعیمانؓ بن عمرو انصاری نے ذبح کیا اور خود بھاگ گئے ہیں۔"

ایک صحابیؓ نے عرض کیا: "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی حضرت ضباعہؓ کے گھر میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ حضرت ضباعہؓ کے گھر کی طرف آئے۔ مسافر آہ وزاری کرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں داخل ہوئے تو ایک صحابیؓ نے بلند آواز میں کہا:

"یارسول اللہ (ﷺ) میں نے اسے (نعیمانؓ) کو نہیں دیکھا۔"

لیکن ساتھ ہی انگلی کے اشارے سے بتادیا کہ کھجور کی ان ٹہنیوں کے اور سوکھے چھلکوں کے ڈھیر میں چھپا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور کھجور کی ٹہنیوں کو ہٹا کر انہیں باہر نکالا۔ ان کا چہرہ گرد و غبار اور چھلکوں سے اٹ گیا تھا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے ان کے چہرہ سے مٹی اور چھلکے صاف کر رہے تھے اور لوگ کھڑے یہ دلفریب نظارہ دیکھ رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیمانؓ سے دریافت فرمایا:

"تمہیں ایسا کرنے پر کس نے آمادہ کیا؟"

"ان ہی لوگوں نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا پتا بتایا ہے۔" نعیمانؓ نے جواب دیا۔

"کیوں؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

نعیمانؓ نے عرض کیا:

Marfat.com

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ مجھے اونٹنی ذبح کر کے اس کا گوشت ان میں تقسیم کرنے کا حکم دیتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین ہیں، کسی کا دل توڑنا انہیں گوارا نہیں ہے، اس لیے اونٹنی کی قیمت وہ خود اپنے پاس سے ادا کر دیں گے۔"

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر بے اختیار خندہ فرمایا اور اونٹنی کی قیمت اپنے پاس سے مسافر کو ادا کر دی۔

سبحان اللہ! رحمت للعالمین کے فیض عام کے صدقے میں لوگوں نے حسب منشاء گوشت کھایا۔ نعیمانؓ کی اس جسارت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ فرمایا اور اونٹنی کے مالک کو معاوضہ ادا کر کے اس کی پریشانی کو دور فرمایا۔

(حیاۃ صحابہ، جلد ہفتم، صفحہ 677)

☆☆☆☆

Marfat.com

میں ہی سب سے زیادہ غریب ہوں

دربار رسالت ﷺ میں ایک بار ایک صحابیؓ حاضر ہوئے اور نہایت کرب کے عالم میں عرض کیا:

"یارسول اللہ میں تباہ ہو گیا۔"

"کیوں اور کیسے؟" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

صحابیؓ بولے: "میں نے رمضان میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرلی ہے۔"

فرمایا: "ایک غلام آزاد کردو' کفارہ ادا ہو جائے گا۔"

عرض کیا: "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایک غریب آدمی ہوں' غلام کہاں سے لاؤں؟"

فرمایا: "تو دو ماہ کے روزے رکھ لو۔"

عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی ممکن نہیں۔"

فرمایا: "اچھا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادو۔"

عرض کیا: "میں اس قدر غریب ہوں کہ اس کی بھی گنجائش نہیں رکھتا۔"

ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ حسن اتفاق سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے کھجوروں کا ایک ڈھیر پہنچا۔ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"تو یہ ڈھیر مسکینوں میں بانٹ دے۔"

صحابیؓ نے لجاجت سے عرض کیا:

''اس اللہ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے' اس وقت سارے مدینے میں مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا مسکین نہیں ہے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ بات سن کر بے اختیار ہنس دیئے اور فرمایا:

''اچھا تم ہی اپنے لیے لے جاؤ۔''

صحابی نے وہ کھجوریں سمیٹیں اور شکریہ ادا کرتے ہوئے روانہ ہو گئے۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شانۂ نبوی میں' صفحہ 154-153)

☆☆☆☆

Marfat.com

قصیدہ بانت سُعاد

غزوۂ طائف (8 ہجری) کے چند دن بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اپنے چند جان نثاروں کے حلقے میں رونق افروز تھے اور اپنے ارشادات عالیہ سے انہیں مستفیض فرمارہے تھے کہ اچانک مسجد کے دروازے کے سامنے ایک سانڈنی آکر رکی۔ گٹھے ہوئے جسم کے ایک صاحب جنہوں نے سر سے لے کر منہ تک ڈھاٹا باندھ رکھا تھا' سانڈنی سے نیچے اترے اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے تو ان صاحب نے بڑی لجاجت سے عرض کیا:

"اے اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں صدق دل سے اسلام قبول کرتا ہوں۔ اپنا دست مبارک لائیے تاکہ بیعت کا شرف حاصل کروں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک بڑھادیا۔ جب وہ صاحب بیعت کر چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا:

"تم کون ہو؟"

نووارد نے اپنا نام بتایا اور ساتھ ہی ڈھاٹا کھولتے ہوئے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مجھے امان ہے؟"

ان کا چہرہ دیکھتے ہی ایک شمشیر بدست انصاری یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ اس دشمن خدا کا سر قلم کردوں۔"

Marfat.com

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں ایسا نہ کرو یہ شخص تائب ہو کر آیا ہے۔ اب اس کی سب خطائیں معاف ہیں۔"

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سن کر ان صاحب کا چہرہ فرط مسرت سے گلنار ہو گیا اور انہوں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں بڑے جوش و خروش سے ایک طویل قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔ جب اس شعر پر پہنچے:

ان الرسول لنور یستضآء بہ
مھندو من یسوف اللہ مستلول

ترجمہ: (بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک ہندی شمشیر بے نیام ہیں۔)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بردہ (چادر) مبارک اتار کر انہیں بطور انعام مرحمت فرمائی۔

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔ یہ صاحب جن کے اشعار نے محبوب رب العالمین کو مسرور کیا اور جن کو سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک سے نوازا، حضرت کعبؓ بن زہیر مزنی تھے۔

(یہ قصیدہ...... قصیدۂ بردہ کے نام سے مشہور ہے اور 58 اشعار پر مشتمل ہے۔ اسے قصیدہ بانت سعاد بھی کہتے ہیں۔ اس کے مطلع (پہلے شعر) کا ترجمہ یہ ہے:

سُعاد (شاعر کی محبوبہ) مجھ سے جدا ہو گئی، اس لیے میرا دل اب مریض ہے اور وہ ایسا غلام اور قیدی ہے جسے (قید عشق سے) کوئی فدیہ دے کر بھی رہائی دلانے والا نہیں۔

جب تک کعبؓ زندہ رہے انہوں نے اس بردہ شریف کو سینے سے لگا کر رکھا اور تنگ دستی کے باوجود کسی قیمت پر بھی اسے جدا کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے چادر مبارک کو دس ہزار درہم میں حضرت کعبؓ سے خریدنا چاہا، لیکن انہوں نے اس متاع عزیز کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ آجکل یہ چادر مبارک استنبول (ترکی) میں سلطان محمد فاتح کے تعمیر کردہ محل "توپ کاپی" کے کمرہ نمبر 12 میں ایک طلائی صندوق میں محفوظ ہے۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی، صفحہ 346-345)

☆☆☆☆

Marfat.com

الٰہی اسے صاحب جمال کر دے

ہجرت نبوی کے بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کے حلقے میں تشریف فرما تھے۔ دین اور دنیا کی باتیں ہو رہی تھیں اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس مقدس مجلس پر نور کی بارش ہو رہی ہے۔ دوران گفتگو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پانی طلب فرمایا۔ ایک خوبصورت صاحبؓ رسول ﷺ جو ذرا لنگڑا کر چلتے تھے' لپک کر اٹھے اور ایک پیالے میں پانی بھر لائے۔ یکایک انہوں نے دیکھا کہ پانی میں ایک بال پڑا ہے۔ انہوں نے جلدی سے یہ بال نکال کر باہر پھینک دیا اور صاف پانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ان صاحب کے سر اور چہرے پر دست مبارک پھیر کر دعا کی:

"الٰہی اس کو صاحب جمال کر دے۔"

محبوب رب ذوالجلال کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ بڑھاپے میں بھی ان صاحب کے چہرے پر جوانی کی آب و تاب تھی اور سو سال کی عمر میں ان کے سر اور ڈاڑھی کے تمام بال سیاہ تھے۔ یہ خوش نصیب صاحبؓ رسول ﷺ حضرت عمروؓ بن اخطب انصاری تھے۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی' صفحہ 63)

☆☆☆☆

Marfat.com

مجلس مبارکہ میں ایک انوکھا اجنبی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ (اسی حدیث کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مجلس مبارکہ میں صحابہؓ کا ایک مجمع تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خطاب فرما رہے تھے۔) کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہیں ہوتا تھا (جس سے خیال ہوتا تھا کہ یہ کوئی بیرونی شخص نہیں ہے) اور اس کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی اس نووارد کو پہچانتا نہ تھا۔ (جس سے خیال ہوتا تھا کہ یہ کوئی باہر ہی کا آدمی ہو تو یہ شخص حاضرین کے حلقہ میں سے گزرتا ہوا آیا) یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر دو زانو اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرت ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ دیئے اور کہا:

"اے محمد ﷺ مجھے بتلایئے کہ "اسلام" کیا ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام" یہ ہے (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں کہ دل وزبان سے) تم یہ شہادت ادا کرو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (کوئی ذات عبادت و بندگی کے لائق) نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو۔

اس نووارد سائل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب سن کر کہا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا...... راوی حدیث حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ

شخص پوچھتا بھی ہے اور پھر خود تصدیق وتصویب بھی کرتا جاتا ہے......

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا مجھے بتلائیے کہ "ایمان" کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخر یعنی روز قیامت کو حق جانو اور حق مانو...... اور ہر خیر وشر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو۔ (یہ سن کر بھی) اس نے کہا...... آپ ﷺ نے سچ کہا...... اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ "احسان" کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت وبندگی تم اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو' کیونکہ اگرچہ تم اس کو نہیں دیکھتے ہو' پر وہ تو تم کو دیکھتا ہی ہے۔" پھر اس نے عرض کیا مجھے قیامت کی بابت بتلائیے کہ وہ کب واقع ہو گی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے عرض کیا تو مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتلائیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس کی ایک نشانی تو یہ ہے کہ) لونڈی اپنی مالکہ[1] اور آقا کو جنے گی (اور دوسری نشانی ایک یہ ہے کہ) تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں' وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کر کے یہ نووارد شخص چلا گیا۔ پھر مجھے کچھ عرصہ گزر گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "اے عمر کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا' اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جاننے والے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبریل تھے۔ تمہاری اس مجلس میں اس لیئے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھا دیں۔"

(صحیح مسلم، صحیح بخاری)

1۔ یعنی عورت سے جو لڑکی پیدا ہو گی وہ بڑی ہو کر خود اس ماں پر (نافرمان بن کر) حکومت چلائے گی اور ایسا آج کل ہو رہا ہے۔

Marfat.com

جنّت کی راہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی خدمت میں حاضر تھے اور) آپ ﷺ کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ہمارے ساتھ ہی اس مجلس میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے اٹھے (اور کسی طرف کو نکل گئے) اور پھر آپ ﷺ کو واپسی میں دیر ہوگئی تو ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں ہم سے علیحدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ (یعنی ہماری عدم موجودگی میں کسی دشمن وغیرہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہ پہنچ جائے) بس اس خیال سے ہمیں سخت گھبراہٹ اور فکر لاحق ہوئی اور ہم لوگ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جستجو میں) نکل کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے میں ہی گھبرا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا۔ یہاں تک کہ انصار کے خاندان بنی النجار کے ایک باغ میں پہنچ گیا جو چار دیواری سے گھرا ہوا تھا اور میں نے اس کے چاروں طرف چکر لگایا کہ اندر جانے کے لیے مجھے راستہ مل جائے لیکن نہیں ملا۔ پھر مجھے پانی کی ایک گول (چھوٹی سی نہر) پر نظر پڑی جو باہر کے ایک کنوئیں سے باغ کے اندر جاتی تھی۔ (ابوہریرہؓ کہتے ہیں) میں سمٹ اور سکڑ کے اس میں سے باغ کے اندر گھس گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابوہریرہ۔“

میں نے عرض کیا: ”ہاں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہی ہوں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم کیسے آئے؟“

میں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمارے درمیان

Marfat.com

تشریف رکھتے تھے' پھر وہاں سے اٹھ کر چلے آئے اور جب دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی نہیں ہوئی تو ہمیں خطرہ ہوا کہ مبادا ہم سے علیحدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ایذا پہنچائی جائے۔ اسی خطرے سے گھبرا کر ہم سب چل پڑے اور سب سے پہلے گھبرا کر میں ہی نکلا تھا۔ یہاں تک کہ میں اس باغ تک پہنچا اور (جب مجھے کوئی دروازہ نہیں ملا تو) لومڑی کی طرح سمٹ سکڑ کر میں (اس گول میں سے کسی طرح) گھس آیا اور دوسرے لوگ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں۔"

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نعلین مبارک مجھے عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ: "میرے یہ جوتے لے کے جاؤ اور اس باغ سے نکل کر جو آدمی بھی تمہیں ایسا ملے جو دل کے پورے یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہو' اس کو جنت کی خوشخبری سنادو۔"

(ابوہریرہؓ کہتے ہیں' میں وہاں سے چلا) تو سب سے پہلے ملاقات عمرؓ سے ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: "ابوہریرہؓ تمہارے ہاتھ میں یہ دو جوتیاں کیسی ہیں؟"

میں نے کہا: "یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک ہیں۔ حضور ﷺ نے مجھے یہ دے کر بھیجا ہے کہ جو کوئی بھی دل سے لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والا مجھے ملے' میں اس کو جنت کی خوشخبری سنادوں۔"

(ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ) پس عمرؓ نے میرے سینے پر ایک ہاتھ مارا' جس سے میں اپنی سرینوں کے بل پیچھے کو گرا اور مجھ سے انہوں نے کہا: "پیچھے کو لوٹو۔"

میں روتا ہوا حضور ﷺ کے پاس واپس آیا اور عمرؓ بھی میرے پیچھے پیچھے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے اس حالت میں دیکھ کر) پوچھا:

"تمہیں کیا ہوا؟"

میں نے عرض کیا کہ:

"عمرؓ مجھے ملے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیغام دے کر مجھے بھیجا تھا' میں نے وہ انہیں بتلایا' تو انہوں نے میرے سینے پر ایک ایسی ضرب لگائی جس سے میں اپنی سرینوں کے بل گر پڑا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو خطاب کر کے فرمایا:

"عمر تم نے ایسا کیوں کیا؟"

انہوں نے عرض کیا:

Marfat.com

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہؓ کو اپنے نعلین مبارک دے کر اس لیے بھیجا تھا کہ جو کوئی بھی دل کے یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والا ان کو ملے وہ اس کو جنت کی بشارت دے دیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں میں نے ہی یہ کہہ کر بھیجا تھا۔“

عمر نے عرض کیا: ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کیجئے۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں لوگ بس اس شہادت ہی پر بھروسہ کر کے (سعی و عمل سے بے پرواہ ہو کے) نہ بیٹھ جائیں، لہٰذا انہیں اسی طرح عمل کرنے دیجئے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو جانے دو۔“

(صحیح مسلم)

نوٹ:

اس میں یہ درس بھی موجود ہے کہ کلمہ خوب پڑھو لیکن اس کے عملی اور نظری پہلوؤں کے تقاضے بھی پورے کرو تاکہ جنت کی بشارت ملے۔ (مرتب)

☆☆☆☆

Marfat.com

نیک بخت اور بد بخت ـــــ کون؟

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے صادق و مصدوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (ایک مجلس میں) ارشاد فرمایا:

تم میں سے ہر ایک کا مادۂ تخلیق اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں جمع رہتا ہے (یعنی پہلے چلّہ میں کوئی غیر معمولی تغیر نہیں ہوتا' صرف خون میں کچھ غلظت آجاتی ہے اسی کو نطفہ کہا گیا ہے) پھر اس کے بعد اتنی ہی مدت منجمد خون کی شکل میں رہتا ہے۔

پھر اتنے ہی دنوں وہ گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے (اور اسی مدت میں اعضاء کی تشکیل اور ہڈیوں کی بناوٹ بھی شروع ہو جاتی ہے۔) پھر اللہ تعالیٰ (مندرجہ ذیل) چار باتیں لے کر ایک فرشتے کو بھیجتا ہے۔ یہ فرشتہ اس کے اعمال' اس کی مدت عمر اور وقت موت اور اس کا رزق لکھتا ہے اور یہ کہ بد بخت ہے یا نیک بخت...... پھر اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔

پس قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر نوشتہ تقدیر آگے آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل کرنے لگتا ہے اور انجام کار دوزخ میں چلا جاتا ہے اور (اس طرح کبھی ایسا ہوتا ہے کہ) تم میں سے کوئی دوزخیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کے

Marfat.com

اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پھر نوشتۂ تقدیر آگے آجاتا ہے اور وہ جنتیوں کے عمل کرنے لگتا ہے۔

(بخاری ومسلم)

نوٹ:

(اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آج اعمال خیر کی توفیق کسی کو مل رہی ہے تو اس پر اس کو مطمئن نہ ہونا چاہیے بلکہ برابر حسن خاتمہ کے لیے فکرمند رہنا چاہیے۔ ''شارح'')

☆☆☆☆

جنت اور دوزخ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مجلس میں) فرمایا کہ:

جب اللہ نے جنت کو بنایا تو اپنے مقرب فرشتے جبرئیل سے فرمایا کہ تم جاؤ اور اس کو دیکھو۔ (کہ ہم نے اسے کیسا بنایا ہے اور اس میں کیسی کیسی نعمتیں پیدا کی ہیں) چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے جا کر جنت کو راحت و لذت کے ان سامانوں کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے اس میں تیار کیے ہیں اور پھر حق تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خداوند آپ کی عزت و عظمت کی قسم (آپ نے تو جنت کو ایسا حسین بنایا ہے اور اس میں راحت و لذت کے ایسے ایسے سامان پیدا کیے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ) جو کوئی بھی اس کا حال سن پائے گا وہ ضرور اس میں پہنچے گا (یعنی اس کا حال سن کر وہ دل و جان سے اس کا طالب بن جائے گا اور پھر اس میں پہنچنے کے لیے جو اعمال کرنے چاہئیں وہ پوری مستعدی کے ساتھ وہی اعمال کرے گا اور جن کاموں سے بچنا چاہیے ان سے پوری طرح بچے گا اور اس میں اس طرح پہنچ ہی جائے گا) پھر اللہ تعالیٰ نے اس جنت کو سختیوں اور مشقتوں سے گھیر دیا (یعنی جنت کے گرد شرعی احکام کی پابندی کی باڑ لگا دی جو طبیعت اور نفس کے لیے بہت شاق اور گراں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں پہنچنے کے لیے احکام کی اطاعت کی گھاٹی کو عبور کرنے کی شرط لگا دی ہے جس میں طبیعتوں کو اور نفسوں کو بڑی سختی اور دشواری محسوس ہوتی ہے) اور پھر جبرئیل سے فرمایا کہ اب جاؤ اور پھر اس جنت کو (اور اس کے گرداگرد لگائی ہوئی باڑ کو) دیکھو۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ پھر گئے اور جا کر پھر جنت کو دیکھا اور اس مرتبہ آ کر فرمایا کہ خداوندا قسم آپ کی عزت وعظمت کی' اب تو مجھے یہ ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی نہ جا سکے گا۔ (مطلب یہ ہے کہ جنت میں جانے کے لیے شرعی احکام کی پابندی کی گھاٹی کو عبور کرنے کی جو شرط آپ کی طرف سے لگائی گئی ہے وہ نفس اور نفسانی خواہشات رکھنے والے انسان کے لیے اتنی شاق اور اس قدر دشوار ہے کہ اس کو کوئی بھی پورا نہ کر سکے گا' اس لیے مجھے ڈر ہے کہ اب اس جنت کو شاید کوئی بھی حاصل نہ کر سکے گا۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے جب دوزخ کو بنایا تو پھر جبرئیل سے فرمایا کہ جاؤ اور ہماری بنائی ہوئی دوزخ کو (اور اس میں انواع واقسام کے عذاب کے جو سامان پیدا کیے ہیں ان کو) دیکھو چنانچہ وہ گئے اور جا کر اس کو دیکھا اور آ کر عرض کیا' خداوندا آپ کی عزت کی قسم آپ نے دوزخ کو تو ایسا بنایا ہے کہ میرا خیال ہے کہ جو کوئی بھی اس کا حال سن لے گا وہ کبھی بھی اس میں نہ جائے گا۔ (یعنی ایسے کاموں کے پاس نہیں جائے گا جو آدمی کو دوزخ میں پہنچانے والے ہیں) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو شہوات اور نفسانی لذات سے گھیر دیا (مطلب یہ ہے کہ نفسانی خواہشات والے وہ اعمال جن میں انسان کی طبیعت اور نفس کے لیے بڑی کشش ہے جہنم کے گرد ان کی باڑ لگا دی اور اس طرح جہنم کی طرف جانے کے لیے ایک بڑی کشش پیدا ہو گئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے فرمایا' اب پھر جا کر اس دوزخ کو دیکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرئیل پھر گئے اور جا کر اس کو (اور اس کے گرد شہوات ولذّات کی جو باڑ لگائی تھی اس کو) دیکھا اور آ کر عرض کیا:

"خداوندا آپ کی عزت وجلال کی قسم اب تو مجھے یہ ڈر ہے کہ سب انسان اسی میں نہ پہنچ جائیں۔"

(مطلب یہ ہے کہ جن شہوات ولذات سے آپ نے جہنم کو گھیر دیا ہے ان میں نفس رکھنے والے انسانوں کے لیے اتنی زبردست کشش ہے کہ ان سے رُکنا بہت مشکل ہے اور اس لیے خطرہ ہے کہ بے چاری اولاد آدم علیہ السلام نفسانی لذات وشہوات کی کشش سے مغلوب ہو کر دوزخ ہی میں نہ پہنچ جائے۔

(ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

☆☆☆☆

Marfat.com

بدلہ لینے کی قدرت کے باوجود معاف کر دینا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے مسلسل گالیاں دینے پر اور ابو بکرؓ کے صبر کرنے اور خاموش رہنے پر) تعجب اور تبسم فرمارہے تھے۔ پھر جب اس آدمی نے بہت ہی زیادہ گالیاں دیں (اور زبان کو روکا ہی نہیں) تو ابو بکرؓ نے بھی اس کی بعض باتوں کو اس پر الٹ دیا اور کچھ جواب دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ناراضی کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چل دیئے۔ (حضرت ابو بکرؓ کو اس سے بہت فکر لاحق ہوئی اور وہ بھی معذرت کے لیے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی کا سبب معلوم کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلے) پس ابو بکرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کیا بات ہوئی کہ) وہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرمارہے' پھر جب میں نے کچھ جواب دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو کر اٹھ آئے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' جب تک تم خاموش تھے اور صبر کر رہے تھے' تمہارے ساتھ اللہ کا ایک فرشتہ تھا' جو تمہاری طرف سے جوابدہی کر رہا تھا' پھر جب تم نے خود جواب دیا تو (وہ فرشتہ تو چلا گیا اور) شیطان بیچ میں آگیا (کیونکہ اسے امید ہو گئی کہ وہ لڑائی کو اور آگے بڑھا سکے گا)

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابو بکر' تین باتیں ہیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں۔

Marfat.com

پہلی بات یہ ہے کہ جس بندہ پر کوئی ظلم وزیادتی کی جائے اور وہ محض اللہ عزوجل کے لیے اس سے درگزر کرے (اور انتقام نہ لے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کی بھرپور مدد فرمائیں گے۔ (دنیا اور آخرت میں اس کو عزت دیں گے)

اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص صلۂ رحمی کے لیے دوسروں کو دینے کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو اور بہت زیادہ دیں گے۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ جو آدمی (ضرورت سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ اپنی دولت بڑھانے کے لیے سوال اور گداگری کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور زیادہ کم کر دیں گے۔

(معارف الحدیث جلد اوّل' صفحہ 185-184)

☆☆☆☆

تم مسجد حرام میں اذان دیا کرو

8 ہجری میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین سے فارغ ہو کر واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ایک مقام پر نماز کا وقت آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے موذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ اتفاق سے وہاں مکہ کے چند شوخ نوجوان بھی موجود تھے' جو ابھی تک شرف اسلام سے بہرہ ور نہیں ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن اذان دے چکے تو سب تمسخر کے طور پر اذان کی نقل اتارنے لگے۔ ان میں سے ایک نوجوان کی آواز بہت بلند اور دلکش تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب نوجوانوں کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا تم میں سے کون ہے جو بلند آواز سے اذان کی نقل اتار رہا تھا۔ سب نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان کو حکم دیا کہ میرے سامنے اذان دو۔ وہ مجبوراً حکم کی تعمیل کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے لیکن اذان سے پوری طرح واقفیت نہ تھی' اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود اذان بتانی شروع کی۔ انہوں نے لسان رسالت ﷺ سے جو کلمات سنے وہی دہرا دیئے۔ جوں جوں الفاظ دہراتے جاتے تھے' سینے سے کفر و شرک کا زنگ دور ہوتا جاتا تھا۔ اذان ختم ہوئی اور ساتھ ہی ان کی قلب ماہیت ہو گئی۔ اسی وقت سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھنے لگے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک تھیلی مرحمت فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک نوجوان کے ماتھے' چہرے' سینے اور پیٹ پر ناف کی جگہ تک پھیرا اور تین مرتبہ یہ دعا دی۔

بارك الله فيك و بارك الله عليك

Marfat.com

(اللہ تیرے اندر برکت دے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے۔)

یہ خوش بخت نوجوان جن کو سیدالانام صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ برکت کی دعا دی، حضرت ابو محذورہؓ جمحی تھے۔

(انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے مکہ معظّمہ میں مسجد حرام کا موذن بنا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جاؤ اب مسجد حرام میں تم اذان دیا کرو۔"

اس وقت ان کی عمر سولہ برس تھی۔ وہ مدت العمر یہ خدمت انجام دیتے رہے اور ان کی وفات کے بعد یہ خدمت یا سعادت ان کی اولاد میں نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی رہی۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی، صفحہ 272-270)

☆☆☆☆

وقت وقت کی بات ہے

حضرت خظلہؓ بن رُبیع تمیمی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میری حضرت ابو بکرؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا: "خظلہ کیا حال ہے؟" میں نے کہا: "اے ابو بکرؓ کیا بتاؤں' مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں نفاق کے مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں۔" حضرت ابو بکرؓ نے حیران ہو کر فرمایا: "سبحان اللہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" میں نے کہا (درست کہہ رہا ہوں کیونکہ) جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے گویا جنت اور دوزخ ہمارے سامنے ہیں اور ہم ان کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر باہر آتے ہیں تو پھر بیوی بچوں اور جائیدادوں کے قصوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد وتذکیر کو بھلا دیتے ہیں۔

اس پر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: "خدا کی قسم یہ بات تو ہمیں بھی پیش آتی ہے۔ اس کے بعد میں اور ابو بکرؓ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔ میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت اور دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ جاتے ہیں تو پھر وہی بیوی بچوں اور زمینوں کی دلچسپیوں میں کھو جاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وہدایات کا بیشتر حصہ بھول جاتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' اگر تمہاری ہمیشہ یہی حالت رہے جو میری مجلس میں ہوتی ہے تو فرشتے تمہارے بچھونوں پر اور راہوں پر کھلم کھلا تم سے مصافحہ کیا کریں' لیکن اے حنظلہ وقت وقت کی بات ہے۔

(ساعۃً وساعۃً) یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ حضرت حنظلہؓ نے مجلس نبوی ﷺ میں موجودگی کے وقت اپنی جس قلبی کیفیت کا اظہار کیا ہے' شریعت کی اصطلاح میں اس کو "احسان" کہا جاتا ہے جو فی الحقیقت یقین ہی کی ایک منزل ہے جس کے بعد کوئی اور منزل نہیں۔ اس کے بعد جتنے مدارج نصیب ہوتے ہیں اسی مرتبہ احسان میں ہی نصیب ہوتے ہیں۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اقدس میں احسان کا مرتبہ پہلے ہی قدم پر حاصل ہو جاتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح فرمایا کہ میری صحبت میں تمہارے قلب کی جو کیفیت ہوتی ہے' اگر یہ دائمی بن جائے تو تم اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اس طرح تم انسانوں کی دنیا سے نکل کر فرشتوں کی دنیا میں شامل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ شریعت کا مقصد شریعت کی تکمیل ہے' قلب ماہیت نہیں۔ بیوی بچوں کے بھی تم پر حقوق ہیں۔

(رحمت دارین کے سوشیدائی' صفحہ 306-305)

☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت سعد الاسود سہمیؓ

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے چند جاں نثاروں کے حلقے میں تشریف فرما تھے کہ نہایت بے ڈول جسم اور بھدے چہرے مہرے کے ایک سیاہ فام شخص ڈرتے جھجکتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں میں نہایت بد صورت اور سیاہ فام آدمی ہوں۔ لوگ مجھ کو دیکھ کر نفرت سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ کیا مجھ جیسا کریہہ منظر آدمی بھی جنت میں داخل ہو سکے گا۔"

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لطف و کرم سے بھرپور نظر ڈالی اور فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تمہیں تمہاری بد صورتی اور سیاہ رنگت جنت میں داخل ہونے سے ہرگز نہ روکے گی لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو اور میری رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر ان صاحب کا چہرہ فرط مسرت سے چمک اٹھا اور ان کی زبان پر بے اختیار کلمۂ شہادت جاری ہو گیا۔ سعادت اندوز اسلام ہونے کے بعد انہوں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حقوق کیا ہیں؟"

فرمایا: "تمہارے حقوق وہی ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور تم پر وہی فرائض ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں۔ اور تم ان کے بھائی ہو۔"

یہ سیاہ فام، کم رو صاحب جن کو اسلام لانے کے صلے میں خود سید المرسلین صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی، سیّدنا حضرت سعد الاسودؓ تھے۔

علامہ ابن اثیرؒ کا بیان ہے کہ قبول اسلام کے بعد (اسی مجلس میں یا ایک دوسری روایت کے مطابق چند دن بعد) حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں، لیکن کوئی شخص میری بدصورتی کے سبب مجھ کو رشتہ دینے پر راضی نہیں ہوتا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو پیام دیئے، لیکن سب نے رد کر دیئے۔ ان میں سے کچھ یہاں موجود ہیں اور کچھ غیر حاضر ہیں۔"

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اس سیاہ فام شخص کو اللہ تعالیٰ نے نورانی جبلت عطا کی ہے اور جوش ایمان اور اخلاص فی الدین کے اعتبار سے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت تھے۔ بے کسوں اور حاجت مندوں کے ملجاو ماویٰ تھے۔ اپنے ایک جاں نثار کی بے کسانہ درخواست سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمی نے گوارا نہ کیا کہ لوگ اس کو محض اس وجہ سے ٹھکرائیں کہ وہ ظاہری حسن وجمال سے محروم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سعدؓ گھبراؤ نہیں میں خود تمہاری شادی کا بندوبست کرتا ہوں۔ تم اسی وقت عمروؓ بن وہب ثقفی کے گھر جاؤ اور سلام کے بعد ان سے کہو کہ رسول اللہ (ﷺ) نے آپ کی بیٹی کا رشتہ میرے ساتھ کر دیا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر حضرت سعد الاسودؓ شاداں و فرحاں حضرت عمروؓ بن وہب کے گھر کی طرف چل دیئے۔

حضرت عمروؓ بن وہب ثقفی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ابھی ان کے مزاج میں زمانۂ جاہلیت کی درشتی موجود تھی۔ حضرت سعدؓ نے ان کے گھر پہنچ کر انہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے مطلع کیا تو ان کو بڑی حیرت ہوئی کہ میری ماہ پیکر ذہین و فطین لڑکی کی شادی ایسے کریہہ منظر شخص سے کیسے ہو سکتی ہے؟ انہوں نے سوچے سمجھے بغیر حضرت سعدؓ کا پیام رد کر دیا اور بڑی سختی کے ساتھ انہیں واپس جانے کے لیے کہا۔ سعادت مند لڑکی نے حضرت سعدؓ اور اپنے باپ کی گفتگو سن لی تھی۔ جونہی حضرت سعدؓ واپس جانے کے لیے مڑے۔ وہ لپک کر دروازے پر آئی اور آواز دی:

"اللہ کے بندے واپس آؤ۔ اگر واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بھیجا

Marfat.com

ہے تو میں بخوشی تمہارے ساتھ شادی کے لیے تیار ہوں۔ جس بات سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہیں، میں بھی اس پر راضی ہوں۔"

اس اثناء میں حضرت سعدؓ آگے بڑھ چکے تھے۔ معلوم نہیں انہوں نے لڑکی کی بات سنی یا نہ سنی، بہر صورت بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا۔

ادھر ان کے جانے کے بعد نیک بخت لڑکی نے اپنے والد سے کہا:

"ابا قبل اس کے کہ اللہ آپ کو رسوا کرے، آپ اپنی نجات کی کوشش کیجیے۔ آپ نے بڑا غضب کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پرواہ نہ کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادہ کے ساتھ درشت سلوک کیا۔"

عمروؓ بن وہب نے لڑکی کی بات سنی تو اپنے انکار پر سخت پریشان ہوئے اور ڈرتے ہوئے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا:

"تم نے میرے بھیجے ہوئے آدمی کو لوٹا دیا تھا؟"

عمروؓ بن وہب نے عرض کی:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں نے اس آدمی کو لوٹا دیا تھا، مگر یہ غلطی لاعلمی میں سرزد ہوئی۔ میں اس شخص سے واقف نہ تھا، اس لیے اس کی بات کا اعتبار نہ کیا اور اس کا پیغام نامنظور کر دیا۔ خدا کے لیے مجھے معاف فرما دیجیے۔ مجھے اپنی لڑکی کی شادی اس شخص سے بسرو چشم منظور ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروؓ بن وہب کا عذر قبول فرمایا اور حضرت سعد الاسودؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"سعد میں نے تمہارا نکاح بنت عمرو بن وہب سے کر دیا، اب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔"

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر حضرت سعدؓ کو بے حد مسرت ہوئی۔ بارگاہ نبوی ﷺ سے اٹھ کر سیدھے بازار گئے اور ارادہ کیا کہ نو بیاہتا بیوی کے لیے کچھ تحائف خریدیں۔ ابھی کوئی چیز نہیں خریدی تھی کہ ان کے کانوں میں ایک منادی کی آواز پڑی جو پکار رہا تھا۔

"اے اللہ کے شہسوارو، جہاد کے لیے سوار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت لو۔"

سعدؓ نوجوان تھے۔ نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ دل میں ہزار امنگیں تھیں اور ارمان تھے۔ بارہا مایوس ہونے کے بعد شادی کا مژدہ فردوس گوش ہوا تھا، لیکن منادی کی آواز سن کر

تمام جذبات پر جوش ایمانی غالب آ گیا اور نو عروس کے لیے تحائف خریدنے کا خیال دل سے یکسر کافور ہو گیا جو رقم اس مقصد کے لیے ساتھ لائے تھے' اس سے گھوڑا' تلوار اور نیزہ خریدا اور سر پر عمامہ باندھ کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں غزوہ پر جانے والے مجاہدین میں جا شامل ہوئے۔ اس سے پہلے نہ ان کے پاس گھوڑا تھا' نہ نیزہ و تلوار اور نہ انہوں نے عمامہ اس طرح باندھا تھا' اس لیے کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سعد الاسودؓ ہیں۔

میدان جہاد میں پہنچ کر سعدؓ ایسے جوش و شجاعت کے ساتھ لڑے کہ بڑے بڑے بہادروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ایک موقعہ پر گھوڑا اڑ گیا تو اس کی پشت پر سے کود پڑے اور آستین بڑھا کر پیادہ پا ہی لڑنا شروع کر دیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھوں کی سیاہی دیکھ کر شناخت کر لیا اور آواز دی: ''سعد'' لیکن سعدؓ اس وقت دنیا و مافیہا سے بے خبر اس جوش و وارفتگی کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ اپنے آقا و مولا ﷺ کی آواز کی بھی خبر نہ ہوئی۔ اسی طرح داد شجاعت دیتے ہوئے جرعۂ شہادت نوش کیا اور عروس نو کی بجائے حورانِ جنت کی آغوش میں پہنچ گئے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سعد الاسودؓ کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ ان کی لاش کے پاس تشریف لائے۔ ان کا سر اپنی گود میں رکھ کر دعائے مغفرت کی اور پھر فرمایا:

''میں نے سعد کا عقد عمرو بن وہب کی لڑکی سے کر دیا تھا' اس لیے اس کے متروکہ سامان کی مالک وہی لڑکی ہے۔ سعدؓ کے ہتھیار اور گھوڑا اسی کے پاس پہنچا دو اور اس کے ماں باپ سے جا کر کہہ دو کہ اب خدا نے تمہاری لڑکی سے بہتر لڑکی سعد کو عطا کر دی اور اس کی شادی جنت میں ہو گئی۔''

(رحمت دارین کے سو شیدائی' صفحہ 318-314)

☆☆☆☆

Marfat.com

وفدِ بنو تمیم

9ہجری میں بنو تمیم کا ایک وفد جو ستر یا اسی آدمیوں پر مشتمل تھا' بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے مدینہ منورہ میں آیا۔ اس میں قبیلہ کے بڑے بڑے رؤسا اور ارباب کمال شامل تھے۔ یہ لوگ بڑا اونچا دماغ رکھتے تھے اور اپنی زبان آوری' خطابت اور شعر و شاعری کے سامنے کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر کہا کہ پہلے مسلمان ہم سے مناظرہ کریں۔ اگر وہ اس میں جیت جائیں تو پھر اسلام کی بات ہو گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میں فخّاری اور شعر بازی کے لیے مبعوث نہیں ہوا' لیکن اگر تمہیں اس پر اصرار ہے تو ہم بھی اس سے عاجز نہیں ہیں۔ بسم اللہ۔

اجازت پا کر بنو تمیم کی طرف سے پہلے عطارد بن حاجب کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ایک پرزور اور پرشکوہ تقریر کی' جس میں اپنے قبیلے کے جاہ و حشم' اثر و اقتدار' بلند نسبی' تمول' شجاعت اور مہمان نوازی کا نہایت موثر انداز میں ذکر کیا۔ جب ان کی تقریر ختم ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابتؓ بن قیس کو حکم دیا کہ وہ اس کا جواب دیں۔ انہوں نے کھڑے ہو کر پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی' اس کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت' دعوت حق کی تفصیل' نزول قرآن اور مہاجرین و انصار کے فضائل کو ایسی فصاحت و بلاغت سے بیان کیا کہ ساری مجلس ساکت ہو گئی۔

اب بنو تمیم کی طرف سے زبرقان بن بدر شعر و شاعری کے مقابلے کے لیے کھڑے ہوئے اور نہایت پرزور اشعار پڑھے جس میں اپنے قبیلے کی تعریف میں زمین و آسمان

Marfat.com

کے قلابے ملا دیئے۔ جب وہ بیٹھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ بن ثابت سے فرمایا کہ اٹھو اور جواب دو۔ حضرت حسانؓ نے تعمیل ارشاد کی اور ایسے اثر انگیز اشعار پڑھے کہ ان کے سامنے زبرقان بن بدر کے اشعار گرد ہو کر رہ گئے' جونہی وہ اپنے جوابی اشعار ختم کر کے بیٹھے تو بنو تمیم وفد سے ایک بارعب شخص کھڑے ہو گئے۔ ان صاحب کے سر کے بال اڑے ہوئے تھے اور ایک ٹانگ میں لنگ بھی تھا' لیکن ان کے چہرے مہرے اور چال ڈھال میں امارت و ریاست اور تدبر کی شان تھی اور صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ قبیلے کے سربر آوردہ آدمی ہیں۔ انہوں نے ارکان وفد سے مخاطب ہو کر با آواز بلند کہا:

"باپ کی قسم' محمد ﷺ کا خطیب ہمارے خطیب سے افضل ہے اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے۔ ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ دلکش اور شیریں ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس سے پہلے جو کچھ ہو سکا' وہ ان ﷺ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

تمام اہل وفد ان کے جواب میں بیک زبان پکار اٹھے:

"آپ نے سچ کہا' آپ نے سچ کہا"

اور پھر آناً فاناً سارے تمیمیوں نے اپنے ہاتھ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دیئے۔ یہ صاحب جنہوں نے مناظرت میں اپنے قبیلے کی ہار کو تسلیم کیا اور سب اہل قبیلہ کو دائرہ اسلام میں لے آئے' حضرت فراس الاقرع تمیمی تھے۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی' صفحہ 357-355)

☆☆☆☆

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہو گئی

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رونق افروز تھے۔ کئی جاں نثار بھی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ سے مستفیض ہو رہے تھے۔ اتنے میں کسی نے آکر خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مدنی جاں نثار سخت بیمار ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سن کر بے چین ہو گئے اور صحابہ کرامؓ کو ساتھ لے کر عیادت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے تو وہ فرط مسرت سے بے خود ہو جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے دیدہ و دل فرش راہ کر دیا کرتے تھے' لیکن آج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ درد کی شدت نے انہیں دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔ ایسے بے ہوش تھے کہ دیکھنے والوں کو ان کے مردہ ہونے کا گمان ہوتا تھا۔ کسی نے کہا فوت ہو گئے ہیں۔ کچھ بولے ابھی دم باقی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی حالت دیکھ کر اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ بھی رونے لگے' تاہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو دلاسہ دیا۔ بیمار کے لیے صحت کی دعا فرمائی اور بادیدۂ نم تشریف لے گئے۔ یہ علیل صاحبؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ساتھ سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا قلبی لگاؤ تھا' سیدنا حضرت سعدؓ بن عبادہ ساعدی انصاری تھے۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی' صفحہ 491)

Marfat.com

دانت اور دِیَت

غزوۂ احد سے کچھ عرصہ پہلے کا ذکر ہے کہ ایک دن بارگاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایک مقدمہ پیش ہوا۔

ایک انصاری خاتون رُبیع کے ہاتھ سے انصار ہی کی ایک لڑکی کا دانت ٹوٹ گیا۔ اس لڑکی کے ورثاء قصاص کا مطالبہ لے کر بارگاہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پیش ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے حالات سن کر فیصلہ صادر فرمایا کہ:

"دانت کے بدلے دانت...... رُبیع کا دانت توڑا جائے گا۔"

اس خاتون کے بھائی بھی وہاں موجود تھے۔ ان کو اپنی بہن سے بے پناہ محبت تھی۔ اگرچہ وہ ایک سچے مسلمان اور سرور عالم ﷺ کے عاشق صادق تھے، لیکن بہن کی محبت کے جذبہ سے مغلوب ہو کر بے اختیار ان کی زبان سے نکل گیا:

"یارسول اللہ (ﷺ) خدا کی قسم، رُبیع کا دانت نہ توڑا جائے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بھائی اللہ کا یہی حکم ہے۔ ہاں لڑکی کے ورثاء دِیَت لے کر اپنے مطالبے سے دستبردار ہو جائیں تو دوسری بات ہے۔"

اس وقت رحمتِ خداوندی جوش میں آئی اور لڑکی کے ورثاء دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ اس طرح ان صاحبِ رسول (ﷺ) کی پیاری بہن کا دانت بچ گیا۔

Marfat.com

رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ جب قسم کھا بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔"

یہ صاحب رسول جن کی قسم کی لاج رب ذوالجلال والاکرام نے رکھی اور محبوب خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جن کے خاصان خدا ہونے کی تصدیق فرمائی' سیدنا انس بن نضر انصاری تھے۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی' صفحہ 524)

☆☆☆☆

Marfat.com

کھجوروں کا باغ

حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:
من ذالذی یقرض اللّٰہ قرضا حسنا فیضعفه له وله اجر کریم (الحدید)
(کون ہے جو اللہ کو قرض دے۔ اچھا قرض تا کہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا کر واپس دے اور اس کے لیے بہترین اجر ہے۔)

تو حضرت ثابتؓ بن دحداح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی مجلس مبارکہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ (ﷺ) کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں اے ابوالدحداح۔"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ذرا اپنا دست مبارک مجھے دکھایئے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کی طرف بڑھایا تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر کہا:

"اے اللہ کے رسول۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنا باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دیتا ہوں۔"

یہ باغ جو حضرت ثابتؓ نے راہ حق میں صدقہ کر دیا' کوئی معمولی باغ نہیں تھا بلکہ اس میں کھجوروں کے چھ سو درخت تھے اور اس میں ان کا مکان تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے بات کر کے وہ سیدھے گھر پہنچے اور اپنی اہلیہ کو پکار کر کہا:

"دحداح کی ماں گھر سے نکل آؤ' میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔"

ان کی اہلیہ (حضرت امّ دحداح) بولیں:

"ابو دحداح تم نے نفع کا سودا کیا ہے۔"

یہ کہہ کر اپنا سامان اور بچے (دحداح) کو لے کر باغ سے باہر نکل آئیں۔

(رحمت دارین کے سو شیدائی' صفحہ 624)

☆☆☆☆

Marfat.com

مثالی میزبان

ایک دن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے درمیان رونق افروز تھے کہ ایک شخص بحالی پریشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسافر ہوں اور مدینہ میں میرے قیام وطعام کا کوئی بندوبست نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کا محتاج ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ازواج مطہراتؓ سے پوچھ بھیجا کہ گھر میں کھانے کو کچھ ہے۔ سب کی طرف سے جواب آیا کہ آج فاقہ ہے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"کوئی ہے جو اس اللہ کے بندے کو مہمان بنائے؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر حضرت ابو طلحہ انصاریؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر فوراً گھر گئے اور بیوی کو مہمان کے آنے کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ:

"بچوں کے لیے تھوڑا سا کھانا پکا ہے' اس کے سوا خدا کی قسم گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔"

حضرت ابو طلحہؓ نے کہا:

"کوئی مضائقہ نہیں' بچوں کو بہلا کر سلا دو' جب وہ سو جائیں تو ہم ان کا کھانا مہمان

Marfat.com

کے آگے رکھ دیں گے۔ تم چراغ درست کرنے کے بہانے سے اٹھ کر اس کو بجھا دینا۔ اندھیرے میں مہمان کھانا کھالے گا اور ہم یونہی منہ چلاتے رہیں گے۔ غرض اس طرح مہمان کو کھانا کھلا کر دونوں میاں بیوی اور بچوں نے رات فاقہ سے گزاری دی۔ صبح کو جب یہ نرالے میزبان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو زبان رسالت ﷺ پر سورۂ حشر کی یہ آیت جاری تھی:

ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة

(اور وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر تنگی (فاقہ) ہی ہو۔)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے:

"رات کو تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ برتاؤ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا۔"

اور پھر ایک دن یہی حضرت ابو طلحہؓ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر تھے کہ سورۂ آل عمران کی یہ آیت نازل ہوئی:

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقو مما تحبون O وما تنفقو من شیءٍ O

ترجمہ: (تمہیں ہرگز ثواب نہ ملے گا جب تک کہ اپنی عزیز ترین دولت اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرلو۔)

حضرت ابو طلحہؓ مسجد نبوی ﷺ کے سامنے ایک وسیع اور پر فضا باغ کے مالک تھے۔ اس کے کنوئیں "بیر حاء" کا پانی بہت صاف، شیریں اور خوشبودار تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بڑے شوق سے پیا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں اس قسم کی جائیداد بہت بڑی نعمت تھی، لیکن حضرت ابو طلحہؓ اٹھے اور عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ میری محبوب ترین جائیداد "بیر حاء" ہے۔ میں یہ راہ خدا میں وقف کرتا ہوں اور خدا کی قسم اگر یہ بات چھپ سکتی ہے تو میں اسے کبھی ظاہر نہ کرتا۔"

ان کا جذبہ انفاق دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رُوئے اقدس چمک اٹھا۔ انہیں دعائیں دیں اور فرمایا کہ اسے اپنے اعزہ واقارب میں تقسیم کردو۔ انہوں نے فوراً فرمان رسالت ﷺ کی تعمیل کی اور یہ ساری جائیداد اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردی۔

(سرور کائنات کے پچاس صحابہ، صفحہ 45-43)

☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ دوسیؓ

حبر الامت حضرت زیدؓ بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد نبوی ﷺ میں دعا اور ذکر خدا میں مشغول تھا۔ میرے ساتھ دو اور آدمی بھی ذکر الٰہی کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص یمن کے قبیلہ دوس سے تعلق رکھتا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ہم لوگ خاموش ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنا کام جاری رکھو۔" اس ارشاد پر میں اور دوسرا شخص دوسی نوجوان کے قبل بآواز بلند دعا کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہر جملے پر آمین کہتے جاتے تھے۔ ہم دونوں دعا مانگ چکے تو اس دوسی نوجوان نے دست دعا اٹھائے اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض پیرا ہوا:

"بار الٰہا، جو کچھ میرے ساتھی مجھ سے پہلے مانگ چکے ہیں، وہ مجھے بھی عطا کر۔ اس کے علاوہ ایسا علم عطا کر جو کبھی فراموش نہ ہو۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا۔ اس کے بعد میں اور میرے دوسرے ساتھی نے عرض کی: "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو بھی ایسا علم عطا فرمائیں جو کبھی نہ بھولے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ تو اس دوسی نوجوان کے حصہ میں آ چکا۔"

قبیلۂ دوس کے یہ خوش بخت نوجوان جن کو سیّد الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بارگاہ ایزدی سے کبھی فراموش نہ ہونے والا علم بطور خاص عطا ہوا، سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔

(سرور کائنات ﷺ کے پچاس صحابہ، صفحہ 148)

Marfat.com

اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار

اللہ کی اس تلوار کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں شرف اسلام سے بہرہ کرے' جن کی مدینہ میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے تشریف آوری پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

مکہ نے اپنے جگر گوشے تمہاری جانب پھینک دیئے ہیں۔ جن کو حضور اکرم ﷺ نے "سیف اللہ" کا لقب عطا فرمایا اور فرمایا تھا خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اس نے کفار کے خلاف میان سے نکالا ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ کے بھائی ولیدؓ بن ولید نے آغاز اسلام میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا' مگر خالدؓ ابھی تک اس سے دور ہی تھے۔ ان کے بھائی ولیدؓ نے صلح نامہ حدیبیہ کے بعد مدینہ سے ایک خط اپنے بھائی خالدؓ کو لکھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے تعجب ہے کہ تم اسلام کے اس قدر خلاف کیوں ہو' حالانکہ تم جیسا دانا اور زیرک شخص اسلام کی حقانیت سے بے خبر نہیں ہو سکتا۔ رسول ﷺ نے مجھ سے تمہارے بارے میں دریافت کیا کہ خالد کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ خالد کو اللہ ہی لائے تو لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' خالد جیسا (زیرک) آدمی اسلام کی حقیقت سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر کفار سے نبرد آزما ہوتا تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہوتا۔ اے بھائی تم بہت عرصہ تک گمراہ رہ چکے ہو' اب حق کو پہچانو اور اسلام کا دامن تھام لو۔"

اس خط نے حضرت خالدؓ کو اسلام کی طرف مائل کر دیا اور وہ چند دن کے بعد

Marfat.com

آستانہ رسالت ﷺ پر حاضر ہو کر مشرف بہ ایمان ہو گئے۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے خود اپنے قبول اسلام کی سرگزشت اس طرح بیان کی ہے۔

"ولید کے خط نے میرے دل پر پڑے ہوئے ظلمت کے پردے چاک کر دیئے اور میں اسلام کی طرف راغب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا' اس نے مجھے بے حد مسرور کیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ میں نے انہی ایام میں ایک خواب دیکھا کہ میں ایک تنگ اور ویران جگہ سے نکل کر ایک وسیع شاداب اور پر بہار میدان میں آ گیا ہوں (یہ خواب دیکھنے کے بعد) جب میں مدینہ جانے کے لیے بالکل تیار ہو گیا تو پہلے صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابو جہل سے ملا اور ان سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عرب اور عجم پر غلبہ حاصل ہو رہا ہے' اگر ہم بھی اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیں تو جو مرتبہ اور مقام ان کو ملنے والا ہے ہم بھی اس میں حصہ دار بن جائیں گے۔ ان دونوں نے میری بات ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر میں اپنے دوست عثمان بن طلحہ سے ملا اور اس سے کہا' عثمان ہمارا حال اس لومڑی کی طرح ہے جو اپنے بھٹ میں چھپی بیٹھی ہے۔ اگر اس بھٹ میں پانی چھوڑ دیا جائے تو وہ بھٹ سے نکلنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ ہمیں نظر آ رہا ہے کہ مسلمان ہم پر غالب آ جائیں گے۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ یہ وقت آنے سے پہلے ہی ہم حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں۔

میں نے یہ باتیں عثمان سے بڑے تذبذب کے بعد کہی تھیں' کیونکہ اس کا باپ اور چار بھائی جنگ اُحد میں مارے جا چکے تھے۔ میرا خیال تھا کہ وہ بھی صفوان اور عکرمہ کی طرح میری بات نہیں مانے گا' لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب عثمان نے بلا تامل میری تجویز مان لی۔ اگلے دن ہم دونوں علی الصبح عازم مدینہ ہو گئے۔ "ہدہ" کے مقام پر ہماری ملاقات عمرو بن العاص سے ہوئی جو حبشہ سے آ رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ابو سلیمان کدھر کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا' خدا کی قسم خوب پانسہ پڑا۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور میں اسلام قبول کرنے کے لیے ان کی خدمت میں جا رہا ہوں' چنانچہ ہم اکٹھے مدینہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے آنے کی خبر ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے فرمایا:

"مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے سامنے ڈال دیئے ہیں۔"

میں نے نئے کپڑے پہنے اور کاشانۂ رسالت ﷺ کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں مجھ کو میرا بھائی (ولیدؓ) ملا۔ اس نے کہا جلدی چلو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے

Marfat.com

آنے سے بہت خوش ہیں اور تمہارا انتظار فرما رہے ہیں' چنانچہ ہم سب عجلت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھا تو متبسم ہو گئے۔ میں نے قریب پہنچ کر سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی گرمجوشی سے جواب دیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں ہدایت نصیب کی۔ مجھے یہی امید تھی کہ تمہاری فراست ایک دن ضرور تمہیں سیدھا راستہ دکھائے گی۔

میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول مجھ سے کئی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑنے کا گناہ سرزد ہو چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے میری مغفرت کے لیے دعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو کالعدم کر دیتا ہے:..... میں نے (حیرت سے) کہا: ''واقعی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ الٰہی خالد سے ماضی میں تیرے دین کی مخالفت کرنے میں جو لغزشیں سرزد ہوئیں ان کو معاف فرما۔ میرے بعد عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔

(سرورِ کائنات کے پچاس صحابہ' صفحہ 256-254)

☆☆☆☆

Marfat.com

مال صالح مرد صالح کے لیے بہتر ہے

ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مہم کی قیادت کے لیے اپنے کسی ایسے جاں نثار کی ضرورت محسوس ہوئی جو عسکری امور میں مہارت رکھتے ہوں اور قائدانہ صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کے لیے جن صاحب کو موزوں خیال فرمایا' ان کو پیغام بھیجا کہ لباس بدل کر اور ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر فوراً آجائیں۔ چھوٹے قد کے یہ تنومند صاحب رسول ﷺ مسلح ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر دیکھا پھر نظر نیچی کر کے فرمایا: "میں تم کو فلاں مہم پر امیر بنا کر بھیجتا ہوں' ان شاء اللہ تم محفوظ ہو گے اور مال غنیمت بھی ہاتھ آئے گا جس میں سے تم کو معقول حصہ ملے گا۔"

انہوں نے نہایت ادب سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں مال و دولت کی خاطر اسلام نہیں لایا بلکہ اس کو خلوص قلب سے قبول کیا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مال صالح مرد صالح کے لیے بہتر ہے۔"

لسان رسالت ﷺ سے یہ الفاظ سن کر وہ صاحب خوشی خوشی اس مہم کو سر کرنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ یہ صاحب رسول ﷺ جن پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر اعتماد تھا کہ ان کو خاص مہموں کی انجام دہی کے لیے منتخب فرماتے تھے اور مرد صالح کے لقب کا اہل سمجھتے تھے' حضرت عمروؓ بن العاص تھے۔

(سرور کائنات کے پچاس صحابہؓ" صفحہ 339)

Marfat.com

جب اللہ نے ہدایت دی

حضرت مغیرہؓ بن حارث ہاشمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور رضاعی بھائی بھی تھے۔ شروع میں ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت دوستی تھی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالف ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر اذیت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے نفرت ہو گئی مگر فتح مکہ کے بعد ان کی اہلیہ نے انہیں سمجھایا کہ اسلام قبول کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و تائید کرو۔

اس کا انداز بیان ایسا میٹھا اور پیارا تھا کہ مغیرہ کے دل کی دنیا بھی بدل گئی اور اسی وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہو گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صورت تک دیکھنا گوارہ نہ کیا' لیکن وہ متواتر اسی کوشش میں رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر رحم فرمائیں۔

فتح مکہ کے بعد جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جحفہ میں نزول اجلال فرمایا تو مغیرہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ کاشانۂ رسالت ﷺ کے باہر بیٹھ گئے۔ حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تو انہیں دیکھ کر کراہت سے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ حضرت مغیرہؓ کو دکھ تو بہت ہوا' تاہم وہ مایوس نہ ہوئے' برابر اس کوشش میں لگے رہے کہ کسی طرح بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر اپنا قصور معاف کرائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی قیام پذیر ہوتے وہ وہیں پہنچ جاتے' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا رخ اقدس ان کی طرف سے پھیر لیتے تھے۔ آخر حضرت مغیرہؓ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوئے اور ان سے بڑی لجاجت کے ساتھ درخواست کی کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں میری سفارش کیجئے۔ وہ مان گئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی:

"یارسول اللہ (ﷺ) اپنے ابن عم کو مایوس نہ فرمائیں۔"

ارشاد فرمایا:

"مجھے ایسے ابن عم کی ضرورت نہیں اس نے مجھے کچھ کم نہیں ستایا۔"

حضرت مغیرہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا علم ہوا تو ان کا دل ٹوٹ گیا اور انہوں نے مایوسی کے عالم میں اپنی اہلیہ سے کہا:

"میرے لیے عفو و کرم کا دروازہ بند ہو چکا ہے' اب جینے سے کیا حاصل؟ میں اس کمسن بچے کو لے کر یہاں سے جا رہا ہوں۔ دونوں دربدر مارے مارے پھریں گے اور ایک دن بھوکے پیاسے مر جائیں گے۔"

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ذریعے سے حضرت مغیرہؓ کے ارادے کی خبر پہنچ گئی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے کرم جوش پر آ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہؓ کو اپنے سامنے آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ دونوں باپ بیٹا چہروں پر ڈھاٹا باندھے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور السلام علیکم یارسول اللہ کہہ کر آگے بڑھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدام بارگاہ سے فرمایا:

"ان کے چہروں سے ڈھاٹا ہٹاؤ' صورت تو نظر آئے۔"

انہوں نے فوراً ڈھاٹا ہٹا دیا۔ دونوں باپ بیٹا اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر سعادت اندوزِ اسلام ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہؓ کی ایک ہجو کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"ابوسفیان تم نے مجھ کو کب مکہ سے نکالا تھا؟"

انہوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہلے ہی بہت نادم ہوں' اب اور ملامت کر کے مجھے شرمندہ نہ کیجئے۔"

فرمایا: "اب کوئی ملامت نہیں۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ اپنے ابن عم کو ساتھ لے جاؤ۔ اسے وضو کراؤ اور سنت کی تعلیم دو اور نہلا کر میرے پاس لاؤ۔ حضرت علیؓ

Marfat.com

نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل کے بعد حضرت مغیرہؓ کو دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھائی اور اعلان فرمایا کہ ابوسفیانؓ (مغیرہؓ) سے اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) راضی ہو گیا۔ اس لیے تمام مسلمان بھی راضی ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان سے حضرت مغیرہؓ کو اس قدر مسرت ہوئی کہ ان کے قدم زمین پر نہ ٹکتے تھے۔ اب ان کی زندگی میں یکسر انقلاب آ گیا اور وہ دین حق کے ایک جانبار سپاہی بن گئے۔

(سرور کائنات ﷺ کے پچاس صحابہ 'صفحہ 437-436)

☆☆☆☆

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے شاعر

عربوں میں شعراء کی بہت قدر تھی۔ یہ لوگ جس کو چاہتے اپنے شعروں سے رسوا کر دیتے۔ عربوں کے ان لوگوں سے بڑے بڑے سردار گھبراتے تھے۔ مبادا یہ لوگ انہیں رسوا کر دیں۔ ان ہی حالات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ آپ ﷺ کی دعوت توحید کا مشرکین مکہ نے جو جواب دیا اس کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ اپنا گھر بار اور وطن عزیز چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے لیکن مشرکینِ نافرجام کا دل اس سے بھی ٹھنڈا نہ ہوا اور ان کے شعراء نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی ہجو میں اشعار کہہ کہہ کر عرب میں پھیلانے شروع کر دیئے۔ یہ اشعار چند دن کے اندر اندر ہزاروں میل دور تک پہنچ جاتے تھے اور مدینہ منورہ تو مکہ سے صرف تین سو میل دور تھا۔ جب مسلمانوں تک آئے دن یہ اشعار پہنچنے لگے تو ان کو سخت تکلیف ہوئی اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے درخواست کی کہ آپؓ شعرائے مکہ کی ہجووں کا جواب دیں۔ انہوں نے فرمایا میں اس کام کے لیے تیار ہوں' بشرطیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت دیں۔ ان کا جواب سن کر صحابہ کرامؓ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں شعراء مشرکین آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی ہجویں کہہ کہہ کر عرب میں ان کی اشاعت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ ارشاد فرمائیں تو علیؓ ان کی خرافات کا جواب دیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علی اس کام کے لیے موزوں نہیں ہیں۔"

Marfat.com

پھر آپ ﷺ نے انصار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "جن لوگوں نے میری تلوار سے مدد کی ہے کیا وہ اپنی زبان سے میری مدافعت نہیں کر سکتے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر پختہ عمر کے ایک انصاری صاحب رسول ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے' اپنی زبان نکال کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی اور پھر بڑے جوش سے عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ اس کام کے لیے میں حاضر ہوں۔ خدا کی قسم مجھے بصرائے شام اور صنعائے یمن کے درمیان اس کلام سے زیادہ کوئی کلام پسند نہ ہو گا جو دشمنان رسالت ﷺ کے جواب میں ہو۔"

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم ان لوگوں کی ہجو کیسے کرو گے جن کے خاندانوں سے میں خود ہوں؟"

انہوں نے عرض کی:

"اے اللہ کے سچے رسول ﷺ میں آپ ﷺ کو ان میں سے اس طرح نکالوں گا جس طرح آٹے کے خمیر میں (یا گندھے ہوئے آٹے میں) سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحب کی پیشکش کو بنظر تحسین دیکھا اور ان کو مشرکین کی ہجو گوئی کا جواب دینے کی خدمت تفویض فرمادی۔ پھر چشم فلک نے دیکھا کہ ان صاحبؓ نے اپنے زور کلام سے ایک طرف تو شعراء مشرکین کا ناطقہ بند کر دیا اور دوسری طرف رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و توصیف بیان کرنے میں اپنی ساری توانائیاں صرف کر دیں۔ یہ خوش بخت صاحب رسول ﷺ جن کو دربار نبی ﷺ کا سب سے بڑا شاعر اور مداح ہونے کا عظیم شرف حاصل ہوا' حضرت حسانؓ بن ثابت انصاری تھے۔

(سرور کائنات ﷺ کے پچاس صحابہ" صفحہ 562-560)

☆☆☆☆

Marfat.com

اس غلام کو اللہ کے لیے آزاد کرتا ہوں

رسالت کے مدنی عہد باسعادت کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک صاحبؓ رسول ﷺ کو اپنے ایک غلام کی کسی حرکت پر غصہ آگیا اور انہوں نے اس کو کوڑے سے پیٹنا شروع کر دیا۔ اتنے میں انہوں نے اپنے پیچھے دور سے ایک آواز سنی، لیکن وہ اس آواز کو پہچان نہ سکے جب وہ آواز قریب ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ آواز دینے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"یہ غلام اتنا تیرے قابو میں نہیں جتنا تو خدا کے قابو میں ہے۔ (یا یہ کہ جس اللہ نے تم کو اس غلام پر قادر کیا ہے وہ اس کو تم پر بھی قادر کر سکتا ہے۔)"

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر ان صاحب رسول ﷺ کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا اور انہوں نے ندامت آمیز لہجے میں عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آئندہ کبھی کسی غلام کو نہ ماروں گا۔ اور اس غلام کو میں اللہ کے لیے آزاد کرتا ہوں۔"

یہ صاحبؓ رسول ﷺ جن کو خیر الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر ادب و احترام ملحوظ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاتے ہی ساری زندگی کے لیے کسی غلام پر ہاتھ اٹھانے سے توبہ کر لی اور جس غلام پر ہاتھ اٹھایا تھا اس کو فوراً صرف رضائے الٰہی کی خاطر آزاد کر دیا، حضرت ابو مسعود بدری انصاریؓ تھے۔

(سرور کائنات ﷺ کے پچاس صحابہؓ، صفحہ 590)

☆☆☆☆

صاحبِ عصا

ہجرت کے بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا تو اسلام نہ صرف خاص مدینہ منورہ بلکہ اس کے نواحی علاقوں میں بڑی تیزی سے پھیلنے لگا۔ لیکن یہود اور بعض دوسرے سیاہ باطن مشرکین کے سینے پر سانپ لوٹنے لگا۔ وہ ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے نام لیواؤں کے خلاف طرح طرح کے منصوبے بنانے لگے' نہ صرف لوگوں کو قبول حق سے روکتے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شرانگیز اور گمراہ کن باتیں بھی پھیلاتے تھے۔ بنو ہذیل کا ایک شخص خالد بن نبیح بھی ایسے ہی حق دشمن لوگوں میں سے تھا۔ وہ بڑے ڈیل ڈول کا ایک مہیب صورت آدمی تھا اور اس نے حق کی مخالفت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی شرارتوں اور دسیسہ کاریوں کی خبریں تواتر سے پہنچیں تو ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے سامنے فرمایا:

"خالد بن نبیح سے کون نبٹے گا؟"

معاً ایک صاحبِؓ رسول ﷺ جن کا نورانی چہرہ ان کے عابد شب بیدار ہونے کی شہادت دے رہا تھا' اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان' یہ کام میرے سپرد کیجئے اور اس شخص کی کوئی نشانی بتا دیجئے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس کی نشانی یہ ہے کہ جو اسے دیکھتا ہے ڈر جاتا ہے۔"

انہوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ میں تو کبھی کسی چیز سے نہیں ڈرا۔''

پھر وہ خالد بن نبیح کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے جو عرفہ میں مقیم تھا۔ وہاں پہنچ کر خالد کو دیکھا تو اسے ویسا ہی پایا جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا' لیکن وہ ایک باہمت آدمی تھے۔ اس سے دو چار باتیں کیں' پھر اپنی تلوار نکال کر اس پر پل پڑے اور آناً فاناً اس کا سر قلم کر دیا۔ واپس آ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ میں نے اللہ کے اس دشمن کو کیفر کردار تک پہنچا دیا ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر سن کر بہت مسرت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا عصا مرحمت کر کے فرمایا:

''اس عصا پر ٹیک لگایا کرو تا آنکہ قیامت کے دن تم مجھے اس عصا کے ساتھ ملو۔''

یہ صاحبؓ رسول ﷺ جنہوں نے اپنی جان پر کھیل کر حق کے ایک خوفناک دشمن کو ٹھکانے لگایا اور جن کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جانبازی پر خوش ہو کر اپنا عصائے مبارک مرحمت فرمایا تھا' حضرت عبداللہؓ بن انیس جُہنی تھے۔

(سرورِ کائنات ﷺ کے پچاس صحابہؓ' صفحہ 597-596)

☆☆☆☆

مجھے بتایا گیا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں

حضرت ابو جری جابرؓ بن سلیم کہتے ہیں کہ میں مدینہ پہنچا (اور میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا) میں نے ایک مجلس میں ایک صاحب کو دیکھا کہ لوگ ان کی رائے پر چلتے ہیں' (یعنی جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں) میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں ان پر اللہ کی رحمت اور سلام ہو۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا:

"علیک السّلام یا رسول اللہ"

میں نے دو مرتبہ یہ الفاظ کہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"علیک السلام نہ کہو' یہ مردوں کا سلام ہے (یعنی زمانۂ جاہلیت میں لوگ اسی طرح مردوں کو سلام کیا کرتے تھے۔ اس کے بجائے) السّلامُ علیک کہو۔"

میں نے عرض کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں میں اس کا رسول ﷺ ہوں' جس کی شان یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف اور دکھ ہو اور تم اس کو پکارو تو وہ تمہارے دکھ اور تکلیف کو دور کر دے اور اگر تم قحط سالی میں مبتلا ہو جاؤ اور تم اس سے دعا کرو تو وہ تمہارے لیے زمین سے سبزہ (پیداوار) پیدا کر دے اور جب آبادی سے دور کسی جنگل یا بیابان میں ہو اور تمہاری سواری کا جانور گم ہو جائے اور تم اس سے دعا کرو تو تمہاری سواری کے گمشدہ جانور کو تمہارے پاس پہنچا دے۔"

یہ سن کر میں نے عرض کیا "مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے۔"

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تمہیں میری پہلی نصیحت یہ ہے کہ) تم کبھی کسی کو گالی نہ دینا۔ (حضرت جابرؓ بن سلیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے عمر بھر کسی کو گالی نہیں دی۔ نہ کسی آزاد کو نہ غلام کو اور نہ اونٹ بکری جیسے کسی جانور کو بھی۔)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ نصیحتیں فرمائیں:

کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو۔ (ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے گو اس قدر ہو کہ تم اپنے ڈول سے کسی پیاسے کے برتن میں پانی ڈال دو یا اپنے بھائی سے شگفتہ روئی سے بات کرو۔) اور اپنا تہبند (یا ازار) آدھی پنڈلیوں تک اونچا رکھو۔ اگر اتنا اونچا رکھنا پسند نہ ہو تو (کم سے کم) ٹخنوں تک اونچا رکھو اور تہبند (یا ازار) کو زیادہ نیچے لٹکانے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ (مخلوق کے) تکبر کو پسند نہیں کرتا اور اگر کوئی تمہیں گالی دے اور تم کو تمہارے اس عیب پر شرم دلائے جو اس کو معلوم ہے' تو تم اس کے اس عیب پر جو تم کو معلوم ہے اس کو شرم نہ دلاؤ۔ اس طرح اس کی زبان درازی کا پورا وبال اس کی گردن پر ہوگا۔

(فوز وسعادت کے ایک سو پچاس چراغ' صفحہ 132-131)

☆☆☆☆

Marfat.com

ربّ کا کلام

ایک دفعہ حضرت حجاجؓ بن علاط اپنے قبیلے کے کچھ لوگوں کے ساتھ مکہ جا رہے تھے کہ راستے میں ایک خوفناک وادی میں رات ہو گئی۔ زمانہ جاہلیت میں عربوں کا خیال تھا کہ ایسی وادیاں اور جنگل جنات کا مسکن ہوتے تھے' چنانچہ وہاں قیام کرنے سے پہلے وہ بآواز بلند ان سے پناہ مانگ لیا کرتے تھے۔ حضرت حجاج نے (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) بھی اپنے ساتھیوں کے کہنے پر (یا شاید اس بنا پر کہ وہ اپنے ساتھیوں کے امیر تھے اور ان کی حفاظت کے ذمے دار تھے) بآواز بلند اس طرح کہنا شروع کر دیا۔

ترجمہ: "میں نے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو اس وادی (گھاٹی یا جنگل) کے ہر جن سے پناہ میں دیا۔ یہاں تک کہ میں اور میری جماعت حفاظت کے ساتھ جائے۔"

اس وقت حضرت حجاج نے سنا کوئی کہہ رہا ہے (کوئی شخص قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ رہا ہے)

ترجمہ: "اے گروہ جن و انس اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو نہیں بھاگ سکتے' اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔"

(سورۂ رحمٰن:32)

یہ آیت ان کے دل پر نقش ہو گئی۔ مکہ پہنچے تو مشرکین قریش کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا اور یہ آیت پڑھی۔ مشرکین نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی بے دین (صابی) ہو گئے ہو۔ یہ تو اس کلام کا ایک ٹکڑا ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعویٰ کے مطابق اس پر خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت حجاجؓ نے کہا خدا کی قسم میں نے خود اس کلام کو اپنے کانوں سے سنا ہے اور میرے ساتھیوں نے بھی اس کو سنا ہے۔ اس کے بعد حجاجؓ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے اور اسے تیزی سے چلا کر مدینہ پہنچ گئے، پھر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''خدا کی قسم جو کچھ تو نے سنا وہ میرے رب کے اس کلام میں سے ہے جو مجھ پر اتارا گیا۔''

یہ سن کر حجاجؓ اسی وقت مشرف بہ ایمان ہو گئے۔

(فوز وسعادت کے ایک سو پچاس چراغ، صفحہ 165-164)

☆☆☆☆

Marfat.com

خوش بخت بچّہ

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند سال بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک خاتون بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ ان کے ساتھ ایک کمسن لڑکا تھا۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ میرا بھانجا ہے' اس کے درد ہے (یا بیمار ہے) اس کے لیے دعا کیجئے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شفقت سے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو وہ صاحب زادے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی پی گئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت ان کو مہر نبوت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی...... مہر نبوت کی زیارت کرنے والے یہ خوش بخت صاحبزادے جن کے سر پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست شفقت پھیرا اور جن کے لیے برکت کی دعا کی' حضرت سائبؓ بن یزید تھے۔

(فوز وسعادت کے ایک سو پچاس چراغ' صفحہ 243)

☆☆☆☆

Marfat.com

برکت کی دعا

عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مبارک دن کا ذکر ہے کہ سرور عالم ﷺ نے اپنے ایک جاں نثار نوجوان کو ایک دینار دیا اور فرمایا کہ میرے لیے ایک بکری خرید لاؤ۔ وہ صاحب دینار لے کر چلے گئے اور کسی بکریوں والے سے بھاؤ تاؤ کر کے اس ایک دینار کی دو بکریاں خرید لیں۔ پھر آتے آتے ان دو بکریوں میں سے ایک بکری ایک دینار کی بیچ دی۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں واپس پہنچے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بکری بھی پیش کر دی اور ایک دینار بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس سودے سے بہت خوش ہوئے اور ان صاحب کے لیے (بطور خاص) خرید و فروخت یعنی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ اس دعا کی برکت سے ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی خرید لیتے تو اس میں بھی ان کو نفع ہو جاتا۔

یہ صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنی ہوشیاری اور دیانتداری سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسرور فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برکت کی دعا لی' حضرت عروہ بن ابی الجعد البارقی تھے۔

(فوز و سعادت کے ایک سو پچاس چراغ' صفحہ 417)

☆☆☆☆

Marfat.com

رزق کثیر کی دعا

ہجرت نبوی ﷺ کے چند سال بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک قرشی صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کم سن بیٹے کی انگلی پکڑے ہوئے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا لخت جگر ہے' اس کے لیے دعا کیجئے۔"

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شفقت سے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ الٰہی اس بچے کو خرید و فروخت میں برکت دینا اور اس کو رزق کثیر عطا فرمانا۔

سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ جب یہ صاحبزادے بڑے ہوئے تو ان کا یہ حال تھا کہ مٹی میں ہاتھ ڈالتے تو وہ سونا بن جاتی تھی اور ان کا شمار کوفہ کے متمول ترین افراد میں ہوتا تھا۔

یہ صاحبزادے جن کو یہ عظیم سعادت نصیب ہوئی کہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور ان کے لیے رزق کثیر کی دعا فرمائی حضرت عمروؓ بن حریثؓ تھے۔

(فوز و سعادت کے ایک سو پچاس چراغ' صفحہ 437)

☆☆☆☆

Marfat.com

انشاءاللہ تم کو کوئی نقصان نہ ہو گا

ہجرت نبوی ﷺ کے بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک اعرابی مدینہ منورہ میں وارد ہوئے۔ ان کا لباس گرد آلود تھا اور چہرے پر تکان کے ساتھ سعادت کے آثار بھی نمایاں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ طویل سفر کر کے آ رہے ہیں۔ انہوں نے کاشانۂ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ پوچھا اور پھر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"یارسول اللہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے، میں اس پر ایمان لاتا ہوں...... میں ہمیشہ سچ بولوں گا۔ اس اسلام اور حق گوئی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرتا ہوں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تمہیں ایسے حاکموں سے سابقہ پڑے گا جن کے سامنے (شاید) تم حق گوئی سے کام نہ لے سکو۔"

انہوں نے عرض کیا: "نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خدا کی قسم، میں ہر چیز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتا ہوں۔ اس کو ضرور پورا کروں گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر ایسا ہے تو انشاءاللہ تم کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔"

یہ اعرابی جن کو قبول اسلام کے موقع پر سید الانبیاء والمرسلین ﷺ نے بشارت دی کہ حق گوئی کی وجہ سے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا، حضرت قیسؓ بن خرشہ تھے۔

(فوز و سعادت کے ایک سو پچاس چراغ، صفحہ 513)

Marfat.com

بیٹھ جاؤ

فتح مکہ (رمضان المبارک 8 ہجری) کے چند دن بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں منبر پر تشریف فرما تھے اور لوگوں کو حکم دے رہے تھے کہ بیٹھ جاؤ۔ اسی اثناء میں عاص نام کے ایک صاحب مسجد میں داخل ہوئے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا تو اس وقت سب سے آخر میں بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے تو عاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے تم کو نماز میں نہیں دیکھا۔"

انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں میں جس وقت مسجد میں داخل ہو رہا تھا تو میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بیٹھنے کا حکم دے رہے ہیں' چنانچہ میں سب سے پیچھے بیٹھ گیا' جہاں آپؐ کی آواز پہنچ جاتی تھی۔

یہ سن کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم عاص نہیں بلکہ مطیع ہو۔"

چنانچہ اسی دن سے وہ لوگوں میں مطیع کے نام سے مشہور ہو گئے اور لوگ ان کا اصل نام بھول گئے۔ یہ صاحبؓ رسول' جن کا نام رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصی (نافرمان) سے بدل کر مطیع (فرمانبردار) رکھا' اسود بن حارثہ کے فرزند تھے اور قریش کی شاخ نبو عدی سے تعلق رکھتے تھے۔

(فوز وسعادت کے ایک سو پچاس چراغ' صفحہ 571)

Marfat.com

اللہ آپ کی مغفرت کرے

حضرت ربیعہؓ بن کعب اسلمی کی شادی کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ زمین عطا فرمائی۔ اس سے متصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کچھ زمین بھی تھی۔ ایک دفعہ کھجور کے ایک تنے کے بارے میں حضرت ربیعہؓ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مابین جھگڑا ہو گیا۔ حضرت ربیعہؓ کہتے تھے کہ یہ تنا میری زمین کی حد میں ہے۔ بحث و تکرار کے دوران میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انہیں کوئی سخت بات کہہ دی۔ بعد میں احساس ہوا تو نہایت عاجزی کے ساتھ درخواست کی کہ اے ربیعہؓ تم بھی مجھے ایسی ہی بات کہہ لو تاکہ آخرت میں مجھ سے مواخذہ نہ ہو۔

حضرت ربیعہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مرتبہ شناس تھے، اس لیے کوئی بات کہنے پر تیار نہ ہوئے۔ اس پر صدیق اکبرؓ نے فرمایا:

"اگر تم ایسا نہیں کرتے تو میں یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔"

حضرت ربیعہؓ بولے "آپ اس معاملہ کو یہیں رہنے دیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات نہ پہنچائیں۔"

لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے۔ حضرت ربیعہؓ بھی ان کے پیچھے چل پڑے۔ اتنے میں ان کے قبیلے کے کچھ لوگ آگئے اور کہنے لگے:

"یہ تو خوب رہی کہ سخت بات بھی خود کہی اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے شکایت کرنے بھی جا رہے ہیں۔"

حضرت ربیعہؓ نے ان لوگوں کو ڈانٹ کر کہا:

"تم لوگ اس معاملہ میں دخل نہ دو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار ہیں۔ انہوں نے تم لوگوں کو اس طرح میری حمایت کرتے دیکھا تو غضبناک ہو جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غضبناک دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غصہ آ جائے گا اور ان دونوں کے غصے سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بھڑک اٹھے گا اور ربیعہؓ تباہ ہو جائے گا۔"

وہ لوگ تو یہ سن کر واپس چلے گئے اور حضرت ربیعہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے پیچھے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔ دونوں نے اپنی اپنی معروضات بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ربیعہؓ تم نے اچھا کیا کہ ابو بکر کو کوئی سخت بات نہیں کہی۔ تم اب یوں کہہ دو کہ اے ابو بکر۔ اللہ آپؓ کی مغفرت کرے۔"

حضرت ربیعہؓ نے تعمیل ارشاد کی تو صدیق اکبرؓ پر رقت طاری ہو گئی اور وہ زار زار رونے لگے۔ ابن سعدؒ کا بیان ہے کہ اس نزاع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہؓ کے موافق فیصلہ فرمایا۔

(آسمان ہدایت کے ستر ستارے، صفحہ 129-128)

☆☆☆☆

Marfat.com

مہمان نوازی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں جلوہ افروز تھے کہ بنی عذرہ کے تین آدمی اس مجلس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"کون ان کی کفالت کا ذمہ لیتا ہے؟"

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ نے کھڑے ہو کر عرض کی:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کا ذمہ لیتا ہوں۔"

پھر آپؓ ان تینوں مہمانوں کو خوشی خوشی گھر لے گئے۔ ان میں سے دو نے یکے بعد دیگرے مختلف غزوات میں شہادت حاصل کی اور تیسرے نے بھی ایک مدت کے بعد حضرت طلحہؓ کے گھر میں وفات پائی۔ ان کو اپنے مہمانوں سے جو انس پیدا ہو گیا تھا اس کا اثر یہ تھا کہ ہر وقت ان کی یاد تازہ رہتی تھی اور رات کے وقت خواب میں بھی ان ہی کا جلوہ نظر آتا تھا۔

ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے تینوں مہمانوں کے ساتھ جنت کے دروازہ پر کھڑے ہیں، لیکن جو سب سے پیچھے مرا تھا وہ سب سے آگے ہے اور جو سب سے پہلے شہید ہوا تھا وہ سب سے پیچھے ہے۔ حضرت طلحہؓ کو اس تقدم و تاخر پر سخت تعجب ہوا۔ صبح کے وقت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب کا واقعہ بیان کیا تو ارشاد ہوا:

"اس میں تعجب کی کیا بات ہے جو زیادہ دنوں تک زندہ رہا، اس کو عبادت و نیکوکاری کا زیادہ موقع ملا، اس لیے وہ جنت کے داخلہ میں اپنے ساتھیوں سے پیش تھا۔"

(سیر الصحابہ جلد دوم، صفحہ 116)

Marfat.com

دومتہ الجندل کی مہم

شعبان 6 ہجری میں ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ سے ارشاد فرمایا کہ:

"عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو بلا کر لاؤ۔"

حضرت عبدالرحمٰنؓ غزوۂ اُحد میں جس جاں بازی و شجاعت سے لڑے' اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بدن پر 20 سے زائد آثارِ جراحت شمار کیے گئے تھے۔ خصوصاً پاؤں میں ایسے کاری زخم لگے تھے کہ صحت کے بعد بھی ہمیشہ لنگڑا کر چلتے تھے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دومتہ الجندل کی مہم کا سربراہ بنانے کا ارشاد فرمایا اور اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا' جس کا شملہ پیچھے چھوڑا اور ہاتھ میں علم دے کر فرمایا:

"بسم اللہ...... راہ خدا میں روانہ ہو جاؤ۔ جو لوگ خدا کی نافرمانی اور عصیاں میں مبتلا ہیں ان سے جا کر جہاد کرو' لیکن کسی کو دھوکا نہ دینا' فریب نہ کرنا' بچوں کو نہ مارنا' یہاں تک کہ دومتہ الجندل پہنچ کر قبیلۂ کلب کو اسلام کی دعوت دو۔ اگر وہ قبول کر لیں تو ان کے بادشاہ کی لڑکی سے نکاح کر لینا۔"

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اس اعزاز کے ساتھ مدینے سے روانہ ہو کر دومتہ الجندل پہنچے اور تین دن تک دعوت و تبلیغ اسلام کا فرض اس خوبی سے انجام دیتے رہے

Marfat.com

کہ قبیلہ ٔکلب کے سردار اصبغ بن عمرو الکلبی جو مذہباً عیسائی تھے اور اس کی قوم کے بہت سے لوگ بطیّبِ خاطر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے' البتہ بعضوں نے جن کو اس کی توفیق نہ ہوئی جزیہ منظور کر لیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حسب فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اصبغ کی لڑکی سے شادی کر لی اور رخصت کرا کے مدینہ ساتھ لائے' چنانچہ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔"

(سیر الصحابہ جلد دوم' صفحہ 122)

☆☆☆☆

Marfat.com

خوف خدا

حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ کے خوف خدا کا یہ حال تھا کہ محض معمولی واقعات بھی ان کے لیے سرمایۂ عبرت بن جاتے اور اکثر خدا کی ہیبت و جلال کو یاد کر کے چشم پُرنم ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے گھر آیا دیکھا تو زار و قطار رو رہے تھے۔ اس نے متعجب ہو کر پوچھا:

"ابو عبیدہؓ خیر ہے؟ یہ رونا دھونا کیسا؟"

کہنے لگے: "ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک مجلس میں حاضرین سے مخاطب ہو کر مسلمانوں کے آیندہ فتوحات اور تموّل کا ذکر کرتے ہوئے شام کا تذکرہ فرمایا اور کہا' ابو عبیدہ اگر اس وقت تک تمہاری عمر وفا کرے تو تمہارے لیے صرف تین خادم کافی ہوں گے۔ ایک خاص تمہاری ذات کے لیے۔ ایک تمہارے اہل و عیال کے لیے۔ اور ایک سفر میں ساتھ لے جانے کے لیے۔ اسی طرح سواری کے تین جانور کافی ہیں۔ ایک تمہارے لیے' ایک غلام کے لیے اور ایک اسباب و سامان کے لیے۔ لیکن اب دیکھتا ہوں تو میرا گھر غلاموں سے اور اصطبل گھوڑوں سے بھرا ہوا ہے۔ آہ...... میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا؟"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

"وہ شخص میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو گا جو اسی حال میں ملے گا' جس حال میں' مَیں اسے چھوڑ جاؤں گا۔"

(سیر الصحابہ جلد دوم' صفحہ 178-177)

Marfat.com

اپنا چہرہ چھپالو

جنگِ اُحد کے بعد ایک وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وحشی بھی شامل تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وفد کے ساتھ زیارت کی نیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر پوچھا:

"کیا تم ہی وحشی ہو؟"

عرض کیا "ہاں۔"

فرمایا "تم نے حمزہؓ کو قتل کیا تھا؟"

بولے "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ معلوم ہوا ہے' وہ صحیح ہے۔"

ارشاد ہوا "کیا تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا سکتے ہو؟"

یہ ارشاد سن کر وحشی اسی وقت مجلس سے نکل گئے اور پھر تمام عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر نہ ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جب مسیلمہ کذاب پر فوج کشی ہوئی تو یہ بھی اسی میں شریک ہوئے کہ شاید میں اس کو قتل کر کے حمزہؓ کے نقصان کی تلافی کر سکوں' چنانچہ وہ اس ارادہ میں کامیاب ہوئے۔ اس طرح خدا نے ان کی ذات سے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچایا تھا' اس سے زیادہ فائدہ پہنچایا۔

(سیر الصحابہ جلد دوم' صفحہ 194)

☆☆☆☆

Marfat.com

ناداری کا عذر

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب مشرکین مکہ کے مجبور کرنے پر ان کے ساتھ معرکہ بدر میں شریک ہوئے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت حال سے آگاہ تھے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو ہدایت فرمائی کہ اگر اثنائے جنگ میں ابوالتبختری، عباس اور دوسرے بنی ہاشم سامنے آجائیں تو قتل نہ کیے جائیں، کیونکہ وہ زبردستی میدان میں لائے گئے ہیں۔ حضرت ابوحذیفہؓ جو اس مجلس میں موجود تھے...... بے اختیار بول اٹھے کہ:

"ہم اپنے باپ، بیٹے، بھائی سے درگزر نہیں کرتے، تو بنی ہاشم میں کیا خصوصیت ہے کہ ہم ان پر ہاتھ نہ اٹھائیں، واللہ اگر عباس مجھ کو ہاتھ آئیں گے تو میں ان کو تلواروں کی لگام دوں گا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

"ابوحفص دیکھتے ہو، عم رسول کا چہرہ تلوار کے قابل ہے؟"

حضرت عمرؓ نے کہا: "اجازت دیجئے کہ اس کا سر اڑا دوں۔"

لیکن حضرت ابوحذیفہؓ ایک بلند پایہ صحابی تھے۔ یہ جملہ اتفاقاً ان کی زبان سے نکل گیا تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مواخذہ نہ فرمایا۔

اس جنگ میں دوسرے مشرکین کے ساتھ حضرت عباسؓ، عقیلؓ اور نوفل بن حارث بھی گرفتار ہوئے تھے۔ اتفاق سے حضرت عباسؓ کی مشکیں اس قدر کس کر باندھی گئی تھیں کہ وہ دردناک آواز کے ساتھ کراہ رہے تھے۔ یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ ان کی

Marfat.com

کراہ سن کر رات کو آرام نہ فرما سکے۔ جب صحابہ کرامؓ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے ان کی مشکیں ڈھیلی کر دیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر باقی سب قیدیوں کی مشکیں ڈھیلی کر دیں۔

دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا، چونکہ حضرت عباسؓ کی والدہ انصار کے ایک قبیلے (خزرج) سے تھیں، اس لیے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ عباسؓ ہمارے بھانجے ہیں، ہم ان کا فدیہ چھوڑ دیتے ہیں، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساوات کی بنا پر گوارا نہیں فرمایا اور دولت مند ہونے کے سبب ان سے ایک بڑی رقم طلب فرمائی۔ حضرت عباسؓ نے ناداری کا عذر پیش کر کے کہا:

"میں دل سے پہلے ہی مسلمان ہو چکا تھا۔ مشرکین نے مجھ کو بہ جبر اس جنگ میں شریک کیا۔ ارشاد ہوا کہ دل کا حال تو خدا جانتا ہے، اگر آپ کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو خدا اس کا اجر دے گا، لیکن ظاہری حالت کے لحاظ سے کوئی رعایت نہیں ہو سکتی۔ ناداری کا عذر بھی قابل تسلیم نہیں، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ مکہ میں ام الفضل کے پاس ایک بڑی رقم رکھ آئے ہیں۔ حضرت عباسؓ نے متعجب ہو کر کہا "خدا کی قسم، اس رقم کا حال میرے اور ام الفضل کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔" اور اپنی طرف سے نیز اپنے بھتیجے عقیل اور نوفل بن حارث کی طرف سے گراں قدر فدیہ دے کر خلاصی حاصل کی۔

(سیر الصحابہ جلد دوم، صفحہ 198-199)

☆☆☆☆

Marfat.com

اذان

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سفر و حضر ہر موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن خاص تھے۔ ایک دفعہ سفر در پیش تھا کہ ایک جگہ رات ہو گئی، بعض صحابہؓ نے عرض کی:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اسی جگہ پڑاؤ کا حکم ہوتا تو بہتر تھا۔"

ارشاد ہوا "مجھے خوف ہے کہ نیند تم کو نماز سے غافل کر دے گی۔"

حضرت بلالؓ کو اپنی شب بیداری پر اعتماد تھا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ذمہ لیا کہ وہ سب کو بیدار کر دیں گے۔ غرض پڑاؤ کا حکم ہوا اور سب لوگ مشغول راحت ہوئے۔ حضرت بلالؓ نے مزید احتیاط کے خیال سے شب زندہ داری کا ارادہ کر لیا اور رات بھر اپنے کجاوے پر ٹیک لگائے بیٹھے رہے، لیکن اتفاق کی بات ہے کہ اس حالت میں بھی ان کی آنکھ لگ گئی اور ایسی غفلت طاری ہوئی کہ طلوع آفتاب تک ہوشیار نہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب راحت سے بیدار ہو کر سب سے پہلے ان کو پکارا، اور فرمایا:

"بلال، تمہاری ذمہ داری کیا ہوئی؟"

عرض کی "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آج کچھ ایسی غفلت طاری ہوئی کہ مجھے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا۔"

ارشاد ہوا "بے شک خدا جب چاہتا ہے تمہاری روحوں پر قبضہ کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے تم میں واپس کر دیتا ہے۔ اچھا اٹھو، اذان دو اور لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرو۔"

(سیر الصحابہ جلد دوم، صفحہ 210-209)

Marfat.com

یاد

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک شام میں متوطن رہنے کے بعد ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

"بلال' یہ خشک زندگی کب تک؟ کیا تمہارے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ہماری زیارت کرو؟"

اس خواب نے گزشتہ زندگی کے پُر لطف افسانے یاد دلائے۔ عشق و محبت کے مرجھائے ہوئے زخم پھر ہرے ہو گئے۔ اسی وقت مدینہ کی راہ لی اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا اور مضطربانہ جوش و محبت کے ساتھ جگر گوشگان رسول ﷺ یعنی حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو چمٹا چمٹا کر پیار کر رہے تھے۔ ان دونوں نے خواہش ظاہر کی کہ آج صبح کے وقت اذان دیجئے۔ گو ارادہ کر چکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اذان نہ دیں گے' تاہم ان کی فرمائش کو نہ ٹال سکے۔ صبح کے وقت مسجد کی چھت پر کھڑے ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کیا تو تمام مدینہ گونج اٹھا۔ اس کے بعد نعرۂ توحید نے اس کو اور بھی پُر عظمت بنا دیا' لیکن جب اشہد ان محمد الرسول اللہ کا نعرہ بلند کیا تو عورتیں تک بے قرار ہو کر پردوں سے نکل پڑیں اور تمام عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مدینہ میں ایسا پُر اثر منظر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

(سیر الصحابہ جلد دوم' صفحہ 212)

Marfat.com

محبت و شیفتگی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو جو محبت و شیفتگی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی' اس کا اظہار لفظوں میں نہیں ہو سکتا۔ ایک مرتبہ آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ آدمی کسی ایک جماعت سے محبت کرتا ہے لیکن اس جیسے اعمال کی طاقت نہیں رکھتا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا "ابوذرؓ تم جس شخص سے محبت رکھتے ہو' اسی کے ساتھ ہو۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب آپ ﷺ کا اسم گرامی زبان پر آجاتا تو آنسوؤں کا دریا اُمنڈ آتا۔ احنف بن قیس روایت کرتے ہیں کہ میں نے بیت المقدس میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلسل سجدے کر رہا ہے جس سے میرے دل پر ایک خاص اثر ہوا۔ جب میں دوبارہ لوٹ کر گیا تو پوچھا کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میں نے جفت نماز پڑھی یا طاق۔ اس نے کہا اگر میں لاعلم ہوں تو ضرور خدا جانتا ہے۔ اس کے بعد کہا کہ:

"میرے دوست ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خبر دی ہے' صرف اس قدر زبان سے نکلا تھا کہ رونے لگے' پھر کہا کہ میرے دوست ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے' ابھی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ پھر آنسو امنڈ آئے۔ آخر میں سنبھل کر کہا کہ میرے دوست ابوالقاسم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ خدا کا سجدہ کرتا ہے' خدا اس کا ایک درجہ بلند کر کے اس کی بدی کو مٹا کر نیکی لکھتا ہے۔ میں نے پوچھا" آپ کون ہیں؟"

Marfat.com

فرمایا ''ابوذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی۔''

یہ سن کر میں اپنی تقصیر پر بہت نادم ہوا۔

حریم نبوت میں ان کی یہ نیاز مندیاں بہت مقبول تھیں۔ جب یہ مجلس میں موجود ہوتے تو سب سے پہلے ان ہی کو تخاطب کا شرف حاصل ہوتا اور اگر موجود نہ ہوتے تو تلاش ہوتی۔ جب ملاقات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ فرماتے۔

یہ محبت و یگانگت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسرار تک ان سے نہ چھپاتے اور یہ بھی رازداری کا پوری طرح فرض ادا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض باتیں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ''اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی راز ہوگا تو نہ بتاؤں گا۔''

یہی یگانگت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لحۂ حیات تک قائم رہی' چنانچہ مرض الموت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلوا بھیجا۔ یہ جب حاضر خدمت ہوئے' اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے۔ ابوذرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر جھک گئے اور محبوب عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھا کر چمٹا لیا۔ نہ معلوم یہ نگاہ واپسیں کیا کام کر گئی کہ آخر دم تک وارفتگی کا عالم طاری رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو چیز اپنے لیے پسند فرماتے تھے' وہی ابوذرؓ کے لیے بھی پسند فرماتے کہ یہی آئین محبت ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے امارت کی خواہش کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ابوذر' تم ناتواں ہو اور میں تمہارے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔''

(سیر الصحابہ جلد سوم' صفحہ 84-82)

☆☆☆☆

نابینا صحابی

ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ظاہری آنکھوں کی روشنی سے محروم تھے، مگر چشم دل وا تھی۔ اس لیے مکہ میں جیسے ہی اسلام کا نور چمکا، وہ کفر کی تاریکی سے باہر نکل آئے اور ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص قرب واختصاص حاصل ہو گیا، چنانچہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسوں میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ مکہ کے معزز، امراء اور رؤسا بھی مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا کرتے تھے، جو ابن ام مکتومؓ کی ظاہری نابینائی اور غربت و افلاس کی وجہ سے ان کو ذلیل سمجھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ ہماری مجلس میں ایسے لوگ برابر نہ بیٹھا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ لگن تھی کہ کسی طرح قریش کے رؤسا دعوت حق قبول کر لیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خاطر داری کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رؤسائے قریش میں تبلیغ فرما رہے تھے کہ اس درمیان میں حضرت ابن ام مکتومؓ آ گئے اور کچھ مذہبی مسائل پوچھنا شروع کر دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ بے موقع گفتگو اس لیے ناگوار ہوئی کہ اس سے رؤسائے قریش کی تبلیغ میں رکاوٹ پیدا ہوتی اور ان کے دلوں میں تاثر کے بجائے تکدر پیدا ہوتا، اس لیے ابن ام مکتومؓ کی طرف التفات نہ فرمایا اور بدستور سلسلہ گفتگو جاری رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل گو تبلیغ حق اور دعوت اسلام کی سچی خواہش پر مبنی تھا، تاہم خدا کے دربار میں ناپسندیدہ ہوا اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: ''اے محمد ﷺ جب تمہارے پاس نابینا آیا تو تم ترش رو ہوئے اور منہ موڑ

Marfat.com

لیا اور تم کیا جانو کہ عجب نہیں وہ تمہاری تعلیم سے پاک ہو جائے یا نصیحت سنے اور اس کو وہ نصیحت فائدہ بخشے' لیکن جو شخص بے توجہی کرتا ہے' اس کی طرف تم خوب توجہ کرتے ہو' حالانکہ اگر وہ درست نہ ہو تو تم پر کوئی الزام نہیں اور جو تمہارے پاس خدا کے ڈر سے دوڑتا ہوا آتا ہے تو تم اس سے بے اعتنائی کرتے ہو۔" (عبس 10-1)

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ خاص طور پر ابن ام مکتومؓ کا لحاظ رکھتے تھے اور کاشانۂ نبوی میں ان کی بڑی خاطر ومدارت ہوتی تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ آپ کو لیموں اور شہد کھلایا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ نزول آیت کے بعد یہ ابن ام مکتومؓ کا روزینہ تھا۔

(سیر الصحابہ جلد سوم' صفحہ 202-201)

☆☆☆☆

Marfat.com

ایک تدبیر

حضرت حجاجؓ بن علاط اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ میں ہی رہتے تھے' لیکن ان کی بیوی مکہ میں رہتی تھی اور کل مال و متاع بھی وہیں تھا۔ اسلام لانے کے بعد کل اثاثہ مدینہ منتقل کرنے کی ضرورت ہوئی' ورنہ مشرکین ظلم و ستم سے یہ کچھ چھین لیتے اور چونکہ وہ لوگ ان کے اسلام لانے سے واقف ہو چکے تھے' اس لیے انہوں نے ایک مجلس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک تدبیر کی اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحتاً اجازت دے دی۔

آپ اجازت لے کر مکہ گئے۔ قریش نے ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرنے شروع کر دیئے۔ انہوں نے مصلحت کے تحت کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہت سخت شکست کھائی' ان کے تمام ساتھی مارے گئے اور وہ خود گرفتار کر لیے گئے ہیں اور عنقریب تم لوگوں کے سامنے لا کر قتل کر دیئے جائیں گے۔

قریش کے لیے اس سے بڑھ کر مژدہ اور کیا ہو سکتا تھا۔ آن کی آن میں یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔ اس طرح مشرکین کو خوش کر کے کہا' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساز و سامان فروخت ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تاجروں کے پہنچنے سے قبل خرید لوں۔ مکہ میں لوگوں پر میرا قرض ہے' اگر تم لوگ کوشش کرو تو آسانی سے وصول ہو سکتا ہے' سب اس "کار خیر" کے لیے تیار ہو گئے اور کوشش کر کے کل بقایا وصول کرا دیا۔ اس کے بعد گھر کا کل اندوختہ لیا۔ حضرت عباسؓ کے کان تک یہ خبر پہنچی تو ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ خود واقعہ کی تحقیق کے لیے بھی نہ آ سکے اور ایک لڑکے کی زبانی بلا بھیجا' حجاجؓ ان کے پاس گئے اور ان کو

Marfat.com

تخلیہ میں لے جا کر اصل واقعہ سنایا۔ کہ میں نے روپیہ وصول ہو جانے کے لیے یہ خبر مشہور کی تھی۔ میں خود مشرف بہ اسلام ہو چکا ہوں۔ اگر اہل مکہ کو اس کی خبر ہو جاتی تو ایک پیسہ بھی نہ دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے فضل سے بالکل محفوظ ہیں۔ خیبر کا میدان بھی مسلمانوں کے ہاتھ رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیئ بن اخطب رئیس خیبر کی لڑکی کے ساتھ ایام عروسی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن جب تک میں ان (قریش) کی زد سے نہ نکل جاؤں' اس وقت تک اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ چنانچہ تین دن تک حضرت عباسؓ بالکل خاموش رہے۔ چوتھے دن جب اطمینان ہو گیا کہ حجاجؓ اہل مکہ کی دسترس سے باہر ہو گئے تو کپڑے بدل کر حجاجؓ کے مکان پر گئے اور ان کی بیوی سے واقعہ بیان کیا۔ پھر مسجد میں آئے' یہاں بھی وہی تذکرہ تھا۔ آپؓ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا۔ حیئ بن اخطب کی بیٹی ان کی زوجیت میں آئی۔ بنی ابی حقیق سرداران یثرب کی گردنیں اڑادی گئیں اور حجاجؓ اپنا مال ومتاع لے کر روانہ ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا' تم نے کس سے سنا۔ فرمایا حجاجؓ سے۔ ان لوگوں نے ان کی بیوی سے تحقیق کیا تو واقعہ سچ نکلا۔ اس کے پانچویں دن بعد مدینہ سے بھی ایسی ہی خبریں آ گئیں' لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ حجاجؓ قابو سے نکل چکے تھے' اس لیے قریش خاموش ہو کر رہ گئے۔

(سیر الصحابہ جلد سوم' صفحہ 255,207)

☆☆☆☆

Marfat.com

بدکار مرد اور بدکار عورت

حضرت مرثدؓ بن ابی مرثد غنوی کے زمانہ جاہلیت میں مکہ کی عناق نامی ایک طوائف سے تعلقات تھے' لیکن مسلمان ہونے کے بعد اس سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ آپؓ نہایت قوی اور بہادر آدمی تھے' اس لیے قیدیوں کو مکہ سے مدینہ لے جانے کی خدمت ان ہی کے سپرد تھی۔ اس سلسلہ میں ایک مرتبہ مکہ جانے کا اتفاق ہوا۔ چاندنی رات میں ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ اتفاق سے عناق کی نظر پڑ گئی۔ اس نے آواز دی۔ آپؓ رک گئے۔ اس نے اپنے مخصوص دلربائی کے انداز میں بڑی خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا اور شب باشی کی خواہش کی۔ آپؓ نے فرمایا عناق اب خدا نے زنا حرام کر دیا ہے۔ اس کو اس خشک جواب پر غصہ آ گیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ مرثد یہاں کے قیدی مدینہ لے جاتے ہیں' چنانچہ آٹھ دس آدمیوں نے ان کا تعاقب کیا' مگر یہ ایک محفوظ مقام پر چھپ گئے اور جب لوگ تلاش کر کے واپس ہو گئے تو مدینہ کا راستہ اختیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عناق سے میرا نکاح کر دیجئے۔" لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کے بعد حکم نازل ہوا:

"بدکردار مرد بدکردار عورت یا مشرکہ سے نکاح کرے گا اور بدکار عورت کو بدکار مرد یا مشرک کے سوا کوئی نکاح میں نہ لائے گا اور ایمان والوں پر یہ حرام ہے۔" (النور:۲)

(سیر الصحابہ جلد سوم' صفحہ 271)

☆☆☆☆

Marfat.com

دربار رحمت

طائف سے واپسی پر جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابورہم غفاریؓ کی اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی سے بھڑ گئی اور ان کے جوتے کا کنارہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ران مبارک سے رگڑ کھا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خراش سے تکلیف ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاؤں کو کوڑے سے کونچ کر فرمایا' پاؤں ہٹاؤ' میری ران میں خراش آ گئی ہے۔ ابورہمؓ بہت خوف زدہ ہو گئے کہ مبادا وحی کے ذریعے اس گستاخی کی تنبیہ نہ ہو۔

صبح کو جب قافلہ جعرانہ پہنچ کر خیمہ زن ہوا تو ابورہمؓ حسب معمول اونٹ چرانے نکل گئے' مگر دل میں یہ خطرہ رہا' اس لیے واپس آتے ہی لوگوں سے دریافت کیا تو بظاہر اس خطرہ کی صحت کے آثار نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا تھا' چنانچہ ڈرتے ڈرتے مجلس مبارک میں حاضر ہوئے' لیکن یہ قیصر و کسریٰ کی شہنشاہی نہ تھی' جس میں ادنیٰ گستاخی بھی سزا کی مستحق بنا دیتی ہے بلکہ رحمتہ للعالمین کے لطف و کرم کا دربار تھا' جس میں آقا و غلام' مالک اور مملوک کا کوئی امتیاز نہ تھا اور جس کی تعزیرات میں غیظ و غضب' سزا اور انتقام سے زیادہ لطف و ترحم کی دفعات ہیں چنانچہ جب یہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھ کو تکلیف پہنچائی تھی' اس کے بدلہ میں میں نے تمہارے پاؤں کو کوڑے سے ہٹایا تھا۔ اب اس کے عوض میں یہ بکریاں انعام ہیں۔ لو۔

حضرت ابورہمؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ لعیہ وسلم کی اس وقت کی رضامندی میرے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر تھی۔

(سیر الصحابہ جلد سوم' صفحہ 273)

احترام نبوت

احترام نبوت حضرت ثابتؓ بن قیس کی سیرت کا جلی عنوان تھا۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی مجلس مبارکہ سے غیر حاضر پایا' تو فرمایا: "کوئی ثابت کی خبر لائے۔"

ایک صحابی نے عرض کیا "میں جاتا ہوں۔"

جب یہ صحابی ان کے گھر پہنچے تو دیکھا گردن جھکائے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے پوچھا: "کیا بات ہے؟" بولے "کیا بتاؤں بہت برا حال ہے۔ میری آواز بلند ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چلّا کر بولتا تھا۔ اب میرا سارا عمل باطل ہو گیا اور میں جہنمی ہو گیا ہوں۔ (یہ اس آیت کی طرف اشارہ تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آہستہ بولنے کی ہدایت نازل ہوئی تھی)

صحابی نے واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ سارا ماجرا پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان سے جا کر کہو کہ تم جہنمی نہیں' میں تم کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے جو محبت اور انس تھا اس کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار جب وہ بیمار ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور ان الفاظ میں ان کے لیے دعا کی۔

اذهب الباس ربّ الناس عن ثابت بن قيس بن شماش

(سیر الصحابہ حصہ چہارم' پنجم)

قرضہ اور چھوہارے

حضرت جابر بن عبداللہ کے والد عبداللہؓ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ اس وقت ان (جابرؓ) پر بہت قرض تھا۔ ان کو اس کے ادا کرنے کی فکر ہوئی' لیکن ادا کہاں سے کرتے۔ کل دو باغ تھے' جن کی پوری پیداوار قرض کو کافی نہ تھی۔ اس لیے ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مجلس میں گھبرائے ہوئے آئے اور عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر قرض بہت ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کو بلا کر میرا قرض کم کرا دیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو طلب فرمایا اور جابرؓ کا مدعا بیان فرمایا' مگر ان بدبختوں نے کچھ بھی چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دوبارہ فرمایا کہ اپنا قرض دو قسطوں میں وصول کرو۔ نصف اس سال اور نصف دوسرے سال۔ مگر وہ لوگ اس پر بھی راضی نہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر حضرت جابرؓ کو تسلی دی اور فرمایا "میں سنیچر کے دن تمہارے ہاں آؤں گا۔"

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنیچر کو صبح کے وقت ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ پانی کے پاس بیٹھ کر وضو کیا۔ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر خیمہ میں تشریف لے آئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔

تقسیم کا وقت آیا تو ارشاد ہوا کہ چھوہاروں کو قسم وار الگ کر کے خبر کرنا' چنانچہ ایسا ہی کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے۔ حضرت جابرؓ نے بانٹنا شروع کر دیا اور آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم دعا کرتے رہے۔ خدا کی قدرت کہ قرض ادا ہونے کے بعد بھی کچھ بچ گیا۔ حضرت جابرؓ خوشی خوشی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ قرض ادا ہو گیا ہے اور اتنا مال (چھوہارے) فاضل بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی بہت مسرت ہوئی۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان پر لے گئے اور گوشت' خرما اور پانی پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شاید تم کو معلوم ہے کہ میں گوشت رغبت سے کھاتا ہوں۔ چلنے کا وقت آیا تو اندر سے آواز آئی کہ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود پڑھیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللھم صل علیھم

(سیر الصحابہ جلد چہارم' پنجم' صفحہ 259-258)

☆☆☆☆

Marfat.com

اذان کی ابتداء

سن 1 ہجری میں جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر ہو چکی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس مبارکہ میں اپنے صحابہ کرامؓ سے نماز کے طریقہ اعلان کے متعلق مشورہ کیا' جنہوں نے مختلف رائیں دیں۔ کسی نے کہا کہ نماز کے وقت مسجد پر علم بلند کر دیا جائے۔ کسی نے تجویز پیش کی کہ ناقوس بجایا جائے' لیکن اس میں نصاریٰ کی مشابہت تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا' تاہم اس وقت اسی پر اتفاق ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ سلم نے اجازت دے دی۔

رات کو حضرت عبداللہؓ بن زید نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ناقوس لیے کھڑا ہے۔ آپؓ نے پوچھا "بیچو گے ؟" وہ آدمی بولا "کیا کرو گے ؟"

کہا "نماز کے وقت بجائیں گے۔"

اس نے کہا "میں تمہیں اس سے بہتر ترکیب بتاتا ہوں۔"

اور اس کے بعد اذان بتائی۔ صبح اٹھ کر آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور اس بشارت غیبی کا ذکر کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ خواب بالکل سچا ہے' تم اٹھ کر بلالؓ کو بتادو کہ وہ اذان پکاریں۔" حضرت بلالؓ نے اذان دی تو حضرت عمرؓ گھر سے چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں نے بھی خواب میں یہی الفاظ سنے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مسلمانوں کے اس حسن اتفاق پر خدا کا شکر ادا کیا اور اس کے بعد سے ہر نماز کے وقت پر اذان دی جانے لگی۔

(سیر الصحابہ جلد پنجم' صفحہ 81)

Marfat.com

ان کی آواز سے تو خون ٹپکتا ہے

کعب بن اشرف یہودی مدینہ میں ایک شاعر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف آتش غیظ و غضب مشتعل کرنا اس کا کام تھا۔ بدر میں مسلمانوں کو فتح اور قریش کو ہزیمت ہوئی تو بولا:

"اب زمین کا پیٹ اس کی پیٹھ سے اچھا ہے۔"

اس جوش میں مکہ پہنچا اور اشعار کے ذریعے سے تمام قریش میں انتقام کی آگ بھڑکا دی۔ مدینہ واپس آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی فکر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مجلس مبارکہ میں فرمایا:

"کعب کے لیے کون ہے؟ اس نے خدا اور رسول ﷺ کو بہت اذیت پہنچائی۔"

محمد بن مسلمہؓ نے اٹھ کر کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے کہ وہ قتل کر دیا جائے۔"

فرمایا: "ہاں۔"

عرض کی: "تو اس کام کے لیے میں حاضر ہوں، لیکن کچھ کروں تو کوئی مضائقہ تو نہ ہو گا۔"

ارشاد فرمایا: "نہیں۔"

بارگاہ رسالت ﷺ سے اٹھ کر محمد بن مسلمہؓ کعب کے پاس آئے اور کہا "اس شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم کو مصیبت میں ڈال رکھا ہے، اب صدقہ مانگتا ہے۔ ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ایک یا دو وسق چھوہارے اور کھانا ہم کو پیشگی

Marfat.com

دے دو۔ کیا کریں ہم اس سے بیعت کر چکے ہیں۔ اب چھوڑتے بھی بات نہیں بنتی' تاہم انجام کا انتظار ہے۔"

کعب نے کہا "مجھے منظور ہے۔ لیکن کوئی چیز گروی رکھو۔"

محمد بن مسلمہؓ کے ساتھیوں نے کہا "کون سی چیز گروی رکھیں۔"

بولا: "عورتیں۔"

ساتھیوں نے کہا: "نہیں تم خوبصورت آدمی ہو۔"

بولا: "تو بچے۔"

کہا: "یہ بھی ٹھیک نہیں ہے' لوگ انگلیاں اٹھائیں گے کہ ایک دو وسق چھوہاروں کے بدلے اولاد گروی رکھ دی۔ یہ بڑے شرم کی بات ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ ہم اپنے ہتھیار گروی رکھ دیں۔"

اس نے کہا: "اچھا میرے پاس پھر آنا۔"

اسی دن رات کے وقت محمد بن مسلمہؓ کعب کے رضاعی بھائی ابو نائلہ کو...... جو مسلمان ہو چکے تھے...... ساتھ لے کر وہاں پہنچے۔ کعب نے قلعہ میں بلوالیا اور ملنے کے لیے گھر سے نکل رہا تھا کہ بیوی نے کہا "اس وقت کہاں جاتے ہو؟"

بولا: "میرے دو بھائی آئے ہیں' ان سے ملنے جا رہا ہوں۔"

بولی: "ان کی آواز سے تو خون ٹپکتا ہے۔"

بولا: "خیر اگر یہی ہے تب بھی مجھے جانا چاہیے کیونکہ شریف آدمی رات کو بھی نیزہ کی دعوت قبول کرتا ہے۔"

غرض نہایت عمدہ عطر لگا کر اور چادر اوڑھ کر گھر سے نکلا۔ محمد بن مسلمہؓ نے پہلے سے ہی ساتھیوں سے کہہ رکھا تھا کہ میں اس پر قابو پانے کی کوشش کروں گا' جس وقت اشارہ کروں فوراً قتل کر دینا۔

چنانچہ اس سے کہا "نہایت عمدہ خوشبو ہے' کیا تمہارا سر سونگھ سکتا ہوں؟"

اس نے اجازت دے دی۔ تو انہوں نے سر پکڑ کر سونگھا اور کہا کہ ان لوگوں کو بھی اجازت دے دو۔ اس نے اجازت دے دی۔ اس پر باری باری سب اٹھے اور سر سونگھا۔ اتنی دیر میں وہ (کعب) بخوبی قبضہ میں آگیا تھا۔ محمد بن مسلمہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "لو...... اس کو قتل کر دو۔"

اتنی دیر میں اس پر تلواریں برسنی شروع ہو گئیں' لیکن جان پھر بھی باقی تھی۔ خدا کا

Marfat.com

دشمن کعب اتنے زور سے چلایا کہ تمام یہود نے اس کی آواز سن لی اور ہر قلعہ پر روشنی ہو گئی۔ محمد بن مسلمہؓ نے جرأت کر کے خنجر اس کے پیٹ میں گھونپ دیا جو ناف سے پار ہو گیا اور وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

مسلمانوں نے اس کا سر کاٹ کر اپنے قابو میں کر لیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ بقیع پہنچ کر تکبیر کہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سے آرام نہیں فرمایا تھا۔ برابر نماز پڑھ رہے تھے۔ تکبیر کی آواز گوش مبارک تک پہنچی تو سمجھ گئے کہ مقصد میں کامیابی ہوئی ہے۔ جب یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے تو فرمایا:

"کامیاب پھرے ہیں۔"

لوگوں نے کعب کا سر سامنے رکھ دیا...... تو نہایت خوش ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔

(سیر الصحابہ جلد پنجم' 171-173)

☆☆☆☆

Marfat.com

لعان

غزوۂ تبوک کے بعد کا واقعہ ہے کہ حضرت ہلالؓ بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحما کے ساتھ متہم کیا (یعنی ان پر بہتان لگایا کہ میری بیوی کے شریک کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں) اور جا کر ایک مجلس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دو صورتیں ہیں یا تو ثبوت پیش کرو یا اپنی پیٹھ پر دُرّے کھاؤ۔"

ہلالؓ نے کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی دوسرے کو دیکھے تو کیا اس کے لیے بھی اس کا ثبوت بہم پہنچانا ضروری ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ثبوت پیش کرو، ورنہ سزا ہو گی۔"

ہلالؓ بولے "اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں سچا ہوں اور امید ہے کہ خدا میری برأت میں قرآن نازل کرے گا جس سے میری پیٹھ حد سے بچ جائے گی۔"

اس کے بعد آیت لعان (والذین یرضون ازواجھم...... سورۂ نور) اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بلا بھیجا اور ہلالؓ بھی آ گئے اور انہوں نے شہادت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کر رہا ہے، پھر عورت اٹھی اور اس نے شہادت دی پانچویں مرتبہ لوگوں نے اس کو روکا اور کہا کہ اس قسم کا نتیجہ قطعی بر آمد ہو گا۔

تو حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ وہ عورت یہ سن کر ہچکچائی اور پیچھے ہٹ گئی اور ہم نے

سمجھا کہ وہ اعتراف کرلے گی' لیکن اس نے کہا "میں اپنی قوم کو کبھی رسوا نہیں کر سکتی۔" اور اس نے اپنی شہادت پوری کر دی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خیال رکھنا...... اگر سرمگین چشم' پُر گوشت سرین اور موٹی پنڈلیوں والا لڑکا ہو تو شریک کا سمجھا جائے گا' چنانچہ شریک کا ہم صورت لڑکا پیدا ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا:

"اگر اللہ کا حکم نہ آیا ہوتا' تو میرا اس کے ساتھ کچھ اور سلوک ہوتا۔"

(سیر الصحابہ جلد پنجم' صفحہ 196)

نوٹ:

جس صاحب کو اس معاملے کی سمجھ نہ ہو وہ لعان کے متعلق اپنے نزدیکی عالم سے تفصیل پوچھ لے۔

☆☆☆☆

Marfat.com

کوئی شخص حامی نہ بھرتا تھا

غزوۂ خندق کے موقع پر قریش جس سروسامان سے مدینہ پر امنڈ آئے تھے' اس کا اثر یہ تھا کہ مدینہ کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ مدینہ کے چاروں طرف کوسوں تک آدمیوں کا ٹڈی دل پھیلا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں دعا کی اور مدینہ کی حفاظت کے لیے (حضرت سلمان فارسیؓ کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے) خندق کھدوائی۔ (جو عربوں کے لیے بالکل نئی بات تھی)

ایک رات عجیب واقعہ پیش آیا جو مسلمانوں کے حق میں تائید غیبی سے کم نہ تھا۔ قریش کا لشکر جنگل میں خیمہ زن تھا کہ یکایک نہایت تند و تیز ہوا چلی' جس سے خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں۔ ہانڈیاں الٹ گئیں اور سردی نہایت تیزی سے چمک اٹھی۔ ابو سفیان (لشکر قریش کے سپہ سالار) نے کہا' اب خیر نہیں' یہاں سے فوراً کوچ کرنا چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی بڑی فکر تھی' اس لیے ایک رات کو ایک مخصوص مجلس میں ارشاد فرمایا:

"کوئی جا کر مشرکین کی خبر لائے تو اس کو قیامت میں اپنی معیت کی بشارت سناتا ہوں۔"

سردی اور پھر ہوا کی شدت' کوئی شخص بھی حامی نہ بھرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہی جملہ دہرایا' لیکن کسی طرف سے جواب میں کوئی صدا نہ اٹھی۔ چوتھی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہؓ کا نام لیا کہ تم جا کر خبر لاؤ۔ چونکہ نام لے کر پکارا تھا' اس لیے تعمیل ارشاد میں اب کیا چارہ تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت حذیفہؓ خدمت

اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دیکھو مشرکین کو میری طرف سے خوف نہ دلانا۔"

یعنی موقع پا کر کسی پر حملہ نہ کر دینا۔

حضرت حذیفہؓ بہت تیز تیز چلے اور جب مشرکین کے پڑاؤ پر پہنچے تو دیکھا کہ ابو سفیان پیٹھ سینک رہا ہے۔ چاہا کہ تیر مار کر اس کا خاتمہ کر دیں، لیکن پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد آیا اور اپنے ارادے سے باز آ گئے۔ واپس ہوئے تو دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تک نماز میں مصروف ہیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت حذیفہؓ نے بتایا کہ قریش کا لشکر اب واپس جانے کے لیے تیاری کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہؓ کو کمبل اڑھایا اور وہ یہیں شب باش ہوئے۔ صبح ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت حذیفہؓ سے ارشاد فرمایا:

"قم یا نومان"

(اے سونے والے اب اٹھ۔)

(سیر الصحابہ جلد پنجم، صفحہ 204-203)

☆☆☆☆

عورتوں کے لیے اجر

حضرت اسماءؓ بنت یزید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور چند عورتوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لیے آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجمع میں تشریف فرما تھے۔ حضرت اسماءؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"مسلمان عورتوں کی طرف سے ایک پیغام لے کر آئی ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کہو۔"

اسماء رضی اللہ عنہا بولیں:

"خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرد و عورت دونوں کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں لیکن ہماری حالت مردوں سے بالکل جداگانہ ہے۔ ہم پردہ نشین ہیں' اس لیے جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہو سکتیں اور مرد جمعہ اور جماعت میں شریک ہوتے ہیں' مریضوں کی عیادت کو جاتے ہیں' نماز جنازہ پڑھتے ہیں' حج کو جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاد کرتے ہیں' لیکن ان تمام صورتوں میں ہم گھر میں بیٹھ کر ان کی اولاد کو پالتی ہیں' گھروں کی حفاظت کرتی ہیں' کپڑوں کے لیے چرخہ کاتتی ہیں تو کیا اس صورت میں ہم کو بھی ثواب ملے گا؟"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو صحابہؓ سے فرمایا:

Marfat.com

"تم نے کسی عورت سے ایسی گفتگو بھی سنی ہے؟"

لوگوں نے کہا:

"نہیں یارسول اللہ۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عورت کے لیے شوہر کی رضا جوئی نہایت ضروری چیز ہے۔ اگر وہ فرائض زوجیت ادا کرتی ہے اور شوہر کی مرضی پر چلتی ہے تو مرد کو جس قدر ثواب ملتا ہے عورت کو بھی اسی قدر ملتا ہے۔"

(سیر الصحابہ باب سیر الصحابیات' صفحہ 166)

☆☆☆☆

Marfat.com

مسجد نبوی ﷺ میں روشنی

مسجد نبوی ﷺ میں روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اس لیے نمازی تاریکی میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ شام کے قبیلہ لخم کے ایک ممتاز فرد تمیم داری...... جو مذہباً عیسائی تھے' 9 ہجری میں اپنے بھائی نعیم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ مستقل طور پر آپ (حضرت تمیم داریؓ) جب شام سے مستقل طور پر مدینہ آئے تو اپنے ساتھ کچھ قندیلیں اور تھوڑا سا تیل بھی لیتے آئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ نے قندیلوں میں تیل ڈال کر مسجد نبوی ﷺ میں لٹکا دیں اور جب شام ہوئی تو آپ نے انہیں روشن کر دیا۔ اس سے پہلے مسجد میں روشنی نہیں ہوئی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور مسجد کو روشن پایا تو دریافت فرمایا کہ مسجد میں روشنی کس نے کی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے حضرت تمیمؓ کا نام بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے۔ ان کو دعائیں دیں اور فرمایا اگر میری کوئی لڑکی ہوتی تو میں تمیمؓ سے اس کا نکاح کر دیتا۔ اتفاق سے وہاں اس وقت نوفل بن حارث موجود تھے۔ انہوں نے اپنی بیوہ صاحب زادی ام المغیرہ کو پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس میں ام المغیرہ سے حضرت تمیم داریؓ کا نکاح کر دیا۔

(سیر الصحابہ باب اہل کتاب' صفحہ 141)

☆☆☆☆

Marfat.com

سلم کے دین پر
ے گا)

قبول اسلام

حضرت ریحانہؓ یہودیہ تھیں اور بنو قریظہ والے غزوہ میں گرفتار ہو کر آئیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی، مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج ہوا۔

اس طرح کچھ عرصہ گزرا تو ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت ثعلبہؓ بن سعید...... جو خود بھی پہلے یہودی تھے اور غزوہ بنو قریظہ کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا...... اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ثعلبہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر نہایت آہستہ سے کہا کہ ریحانہؓ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرت آمیز لہجہ میں حاضرین سے فرمایا کہ ثعلبہؓ ریحانہ کے اسلام کی خوشخبری لائے ہیں۔

(سیر الصحابہ۔باب۔اہل کتاب صفحہ 146)

☆☆☆☆☆

وفد بن عبدالقیس

علاقہ بحرین میں دعوت اسلامی کا آغاز بذریعہ منقذ بن حان ابتدا ہی میں ہو گیا۔ حلقہ اثر وسیع ہونے لگا۔ 5 ہجری میں تیرہ آدمیوں کا ایک وفد مدینہ میں آیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر انہوں نے جب بتایا کہ ہم خاندان ربیعہ کے افراد ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبالاخذیاو لانہ امی کہہ کران کی عزت افزائی کی وفد کی طرف سے درخواست کی گئی کہ چونکہ ہمارا علاقہ زیادہ دور ہے اور راستے میں کفار مصر کی آبادیاں ہیں' اس لیے ہم چار مہینوں کے علاوہ سفر نہیں کر سکتے' لہٰذا ہمیں چند متعین باتیں بتادیجئے جن پر ہم کاربند رہیں اور اپنے لوگوں کو بتائیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید' نماز' روزہ اور ادائے خمس کی تلقین فرمائی اور شراب سازی سے اجتناب کے لیے چار قسم کے مروج ظروف دُبآ' حنتم' نقیر' مزّفت کا استعمال ممنوع ٹھہرایا۔ وفد کے لوگ بحرین کی جاہلی ثقافت کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معلومات سن کر بڑے حیران ہوئے لیکن آخر نظام حیات کو زیروزبر کر دینے والی تحریک کا سربراہ زیردعوت علاقوں کے حالات سے بے خبر رہ کر کام کیسے چلا سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معلومات کچھ تو ذاتی سفروں سے ماخوذ تھیں اور پھر مکہ اور مدینہ کے مرکزی مقامات پر گوشے گوشے کے لوگ آتے تھے اور ان سے بہت کچھ حالات علم میں آتے تھے۔

اس وفد میں ایک شخصیت جارود بن العلاء کی بھی تھی۔ جارود مسیحی تھا۔ اس نے

عرض کیا کہ میں ایک مذہب پر چل رہا ہوں' اسے چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر آؤں تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضامن بنتے ہیں۔ (یعنی کوئی اخروی وبال تو نہ آئے گا)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں میں ضامن ہوں کیونکہ جس دین کی طرف سے دعوت دیتا ہوں یہ تمہارے مذہب سے افضل ہے۔"

جارود فوراً مسلمان ہو گیا اور اس کے ہم مذہب ساتھی بھی حلقۂ اسلامی میں داخل ہو گئے۔

(محسن انسانیت صفحہ 552-551)

☆☆☆☆

Marfat.com

وفد ثقیف (طائف)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے سفر سے واپس ہوئے تو عروہ بن مسعود ثقفی حاضر ہو کر حلقۂ اسلامی میں داخل ہوئے اور بنو ثقیف میں دعوت پھیلانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے کبر و غرور کے پیش نظر احتیاط کا مشورہ دیا اور اندیشہ ظاہر کیا کہ وہ لوگ تمہیں قتل نہ کر دیں۔ حضرت عروہ کو اپنے اثر و رسوخ پر بڑا اعتماد تھا۔ لہٰذا باصرار کام کرنے کی اجازت لی۔ واپس جاتے ہی مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر اسلام کی پکار بلند کی۔ ان کی توقع کے خلاف ہر طرف سے تیر اندازی شروع ہو گئی اور ایک تیر کھا کر وہ شہید ہو گئے۔ بنو ثقیف کرنے کو تو یہ حرکت کر بیٹھے مگر اس ظالمانہ اقدام نے ان کے ضمیروں میں حرکت بھی پیدا کر دی۔ وہ معاملے کو ٹھنڈے دل سے سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ مہینہ بعد انہوں نے ایک اجتماع کیا جس میں صورت حال کا حقیقت پسندانہ جائزہ لے کر اس سوال پر غور کیا گیا کہ آیا ہم لوگ پورے عرب کا مقابلہ کر سکتے ہیں جو اسلام کے زیر نگیں ہو چکا ہے۔ بالآخر طے پایا کہ مدینہ میں کسی نمائندے کو بھیجا جائے۔ بعد میں پورا وفد تیار کیا گیا۔ عثمان بن ابی العاص۔ اوس بن عوف اور بہز بن فرشہ (بنی مالک میں سے) اور حکم بن عمرو بن وہب اور شرجیل ابن غیلاں (حلیف قبیلوں کی طرف سے) وفد میں شریک ہوئے۔ عبدیالیل سردار طائف ان کو لے کر مدینہ گیا۔ یاد کیجئے یہ وہی عبدیالیل ہے جس نے بارہ سال قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سننے سے انکار کر دیا تھا اور اوباشوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا تھا۔

تبوک سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر یہ وفد مدینہ پہنچا ان کے

Marfat.com

لیے مسجد کے متصل خیمہ نصب کیا گیا۔ خالد بن سعید بن العاص فریقین کے درمیان ذریعہ گفتگو بنے۔ ان لوگوں نے عجیب و غریب شرطیں پیش کیں۔

ایک شرط یہ تھی کہ تین برس تک ان کا بت "لات" منہدم نہ کیا جائے پھر اس مدت کو گھٹاتے گھٹاتے وہ ایک مہینہ تک لائے۔ یہ بت جس جامد ذہنیت کا مظہر تھا' وہ اندر سے مان نہیں رہی تھی۔ انہوں نے یہ اندیشہ' بتہ

اں ظاہر کر دیا کہ ہمارے بتوں کو اگر کہیں معلوم ہو گیا کہ ان کو توڑا جانے والا ہے تو ممکن ہے کہ وہ تمام باشندوں کا خاتمہ کر دیں۔ حضرت عمرؓ یہ سن رہے تھے۔ ان سے چپ نہ رہا گیا۔ عبدیالیل کو مخاطب کر کے کہا: "کیسی جہالت کی باتیں کر رہے ہو' تمہارے یہ معبود تو محض پتھر ہیں۔" عبدیالیل نے بھنّا کر کہا: "اے ابن خطاب ہم تم سے بات کرنے نہیں آئے' ہمارا معاملہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے۔"

بہر حال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط جب کسی قیمت پر قبول نہ کی تو وہ اس پر راضی ہو گئے کہ انہدام (گرانے) کی کارروائی ہم سے نہ کرائی جائے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آدمی بھیجیں' چنانچہ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو نامزد کر دیا گیا۔

پھر انہوں نے کہا کہ ہمیں نماز ادا کرنے سے مستثنیٰ رکھا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔"

ایک رکن وفد نے یہ بھی درخواست کی کہ رسول خدا (ﷺ) ہمیں زنا کی اجازت دیجئے۔ اس کے بغیر تو ہمارے لیے کوئی چارۂ کار ہی نہیں۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اچھا ہمارے لیے سود کی لین دین کی گنجائش تو چھوڑ یئے۔ اسی طرح شراب کی چھوٹ بھی مانگی۔

انداز ایسا تھا گویا کہ رسول خدا (ﷺ) نے کوئی دکان لگا رکھی ہے کہ جس میں سے ہر ایک اپنی اپنی پسند کا سودا خرید سکتا تھا کہ جو چیز چاہے چھوڑے اور جو چیز چاہے لے لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان مطالبوں کے جواب میں قرآن کی آیات پڑھ کر بتاتے گئے کہ یہ تو خدائی ضابطہ ہے' نہ کہ کسی کا من گھڑت۔ جب یہ فضول شرائط مسترد ہو گئیں تو پھر اہل وفد مشورہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر ہم اسلام کے مطالبات نہیں مانتے تو ہمارا حشر بھی ایک دن مکہ والوں کا سا ہوگا۔ مجبوراً سر تسلیم خم کیا اور معاہدہ لکھا گیا۔ حضور ﷺ نے صرف دو باتوں میں ان کو ڈھیل دی' یعنی کچھ مدت تک ان سے زکوٰۃ وصول نہ کی جائے

Marfat.com

گی اور ان کو جہاد میں شرکت کے لیے مجبور نہ کیا جائے گا۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توقع کے مطابق جب اسلام نے اِن کے دلوں میں گھر کر لیا تو یہ تقاضے از خود پورے ہونے لگے۔

وفد میں ایک نوجوان عثمان بن ابی العاص شریک تھے۔ یہ فارغ اوقات میں اسلام کی حقیقت، شریعت کے احکام اور نظام اسلامی کے تقاضوں کا علم حاصل کرتے، انہی کو امیر مقرر کیا گیا۔ یہ لوگ جب واپس پہنچے تو پہلے تو انہوں نے ڈرامائی طریق سے مخالفانہ تاثر بیان کیا کہ محمد (ﷺ) نے بڑی ناقابل قبول شرطیں پیش کیں، لہٰذا جنگ کی تیاری کرو۔ دو روز تک خاصی جوشیلی فضا رہی۔ آخر کار لوگ خود ہی کہنے لگے کہ ہم بھلا محمد (ﷺ) سے کیا لڑیں گے جب کہ سارا عرب اس کی اطاعت کر رہا ہے۔ جاؤ جو کچھ وہ کہے اسے قبول کر لو۔ یوں فضا تیار کر کے اہل وفد نے پھر اپنا حقیقی تاثر بیان کیا کہ ہم نے محمد (ﷺ) کو تقویٰ، وفا، رحم اور صدق میں بہت اونچا پایا ہے اور ہمارا سفر بہت ہی بابرکت رہا۔

بتوں کے انہدام کے لیے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ بھی وفد کے ساتھ ہی روانہ ہوئے۔ ان حضرات نے جب کارروائی شروع کی تو عورتوں اور بچوں کا ہجوم یہ دیکھنے کے لیے اکٹھا ہو گیا کہ ان پر کیا گزرتی ہے۔ بعض عورتیں ڈر کے مارے رو رہی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ زمین و آسمان کا نظام نہ ٹوٹ جائے۔ انہوں نے شعر گا گا کر بین بھی کیے کہ "ان لوگوں پر روؤ کہ ان بزدلوں نے اپنے بت دشمنوں کے حوالے کر دیئے اور آڑے نہ آسکے۔"

وہی طائف جو ایک دن داعیٔ حق پر پتھر پھینک رہا تھا، آج اسی کے اشارے سے ان کا جاہلی نظام خود ان کی آنکھوں کے سامنے مسمار کیا جا رہا تھا۔

(محسن انسانیت، صفحہ 555-556)

☆☆☆☆

Marfat.com

رحمت ہی رحمت

حضرت جبر نجرہ مدینہ کے یہود میں سے تھے اور مذہباً بھی یہودی تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ رقم بطور قرض لی۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی واپسی کا تقاضا کیا۔ لیکن وہ بار بار اس کا تقاضا ہی کرتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رقم واپس کرنے کے لیے کچھ بھی موجود نہ تھا' اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مہلت طلب کی مگر وہ نہ مانے' حتیٰ کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ میں آکر کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک میرا قرض مجھے واپس نہ کریں گے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑوں گا اور یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹ کر بیٹھ گئے۔ صحابہؓ کو ان کا یہ طرز عمل بہت برا معلوم ہوا اور انہوں نے جبر نجرہ کو کچھ لعنت ملامت کرنی شروع کی' مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرمایا اور فرمایا:

"میرے رب نے مجھے اس سے روکا ہے کہ میں اپنے کسی معاہد پر کسی قسم کا ظلم کروں۔"

پھر دن ڈھلتے ہی جبر نجرہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کریمانہ طرز عمل سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

(سیر الصحابہ۔ باب۔ اہل کتاب۔ صفحہ 160)

☆☆☆☆

Marfat.com

تعصّب

حضرت عبداللہؓ بن سلام یہودیوں میں سے تھے اور آپ کا جاہلی نام حسین تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب حضرت یوسف علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور مالک بن نجار کے محلّہ میں ناقہ سے اترے تو عبداللہ بن سلام کو اس کی خبر ہوئی۔ وہ اپنے بال بچوں کے ساتھ باغ میں پھل چننے گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے موقع پاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں جو انبیاء کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ انہوں نے سوال پوچھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب دیئے تو فوراً بول اٹھے۔ اشھدان لا الہ اللہ و اشھد انک رسول اللہ اس کے بعد عرض کیا کہ یہود افترا پرداز قوم ہے اور میں عالم بن عالم اور رئیس ابن رئیس ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلا کر میری نسبت دریافت فرمائیں لیکن میرے مسلمان ہونے کی خبر نہ دیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو بلا کر اسلام کی دعوت دی اور فرمایا:

"عبداللہ بن سلام کون شخص ہیں؟"

وہ بولے: "ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ مسلمان ہو سکتے ہیں؟"

جواب ملا: "کبھی نہیں۔"

Marfat.com

عبداللہؓ بن سلام مکان کے ایک گوشے میں چھپے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی تو کلمہ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے اور یہودیوں سے کہا:

"ذرا خدا سے ڈرو، تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ رسول ہیں اور ان کا مذہب بالکل سچا ہے اور اس کے باوجود تم لوگ ایمان لانے پر آمادہ نہیں ہوتے۔"

یہود کو خلاف توقع جو خفت اور ذلت نصیب ہوئی اس نے ان کو آتش زیرپا کر دیا اور غصہ میں کہا:

"تم جھوٹے ہو اور ہماری جماعت کے بدترین شخص ہو اور تمہارا باپ بھی بدترین شخص تھا۔"

حضرت عبداللہؓ بن سلام نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ (ﷺ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا...... مجھ کو اسی کا خوف تھا۔"

(سیر الصحابہ۔ باب۔ اہلِ کتاب صفحہ 309-308)

☆☆☆☆

Marfat.com

معزّز آدمی کی عزت کیا کرو

حضرت جریر بن عبداللہ بجلّی یمن کے شاہی خاندان کے رکن اور قبیلہ بجیلہ کے سردار تھے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تقریباً سات ماہ پیشتر قبول اسلام کی خاطر مدینہ آئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ میں حاضر ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "کیسے آنا ہوا؟"

عرض کیا: "اسلام قبول کرنے کے لیے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور مسلمانوں (حاضرین مجلس) سے فرمایا:

"جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔"

اس کے بعد جریر نے اسلام کے لیے ہاتھ بڑھایا اور کہا میں اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

"ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔"

پھر فرمایا: "جو شخص انسانوں پر رحم نہیں کرتا، اس پر خدا رحم نہیں کرتا۔"

اور بلا شرکت غیرے خدائے واحد کی پرستش، فرض نمازوں کی پابندی، فرض کی ہوئی زکوٰۃ کی ادائیگی، مسلمان کی نصیحت اور خیر خواہی اور کافروں سے برأت پر بیعت لی۔

بارگاہ نبوی میں جریرؓ کی بڑی پذیرائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بہت مانتے تھے اور بڑے احترام کے ساتھ ان کے ساتھ پیش آتے تھے اور ان کے بیٹھنے کے لیے

Marfat.com

ردائے مبارک بچھا دیتے تھے۔ وہ جب بھی در دولت پر حاضر ہوتے، کبھی شرف باریابی سے محروم نہ رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب انہیں دیکھتے تو مسکرا دیتے تھے۔ غائبانہ ان کا ذکر خیر فرماتے تھے۔

ان کا بیان ہے کہ جب میں مدینہ پہنچا تو مدینہ کے باہر سواری بٹھا کر کپڑا رکھنے کا تھیلا کھولا اور حلہ پہن کر داخل ہوا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ لوگوں نے آنکھوں سے میری طرف اشارہ کیا۔ میں نے اپنے پاس کے آدمی سے پوچھا: ”عبداللہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا تذکرہ فرماتے تھے؟“

انہوں نے کہا: ”ہاں ابھی نہایت اچھے الفاظ میں تمہارا تذکرہ فرمایا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ دوران خطبہ فرمایا کہ:

”دروازہ یا اس کھڑکی سے تمہارے پاس یمن کا بہترین شخص داخل ہوگا۔ اس کے چہرے پر بادشاہی کی علامت ہوگی۔“

میں نے اس عزت افزائی پر خدا کا شکر ادا کیا۔

(سیر الصحابہ، جلد ہفتم، صفحہ 27 اور 32)

☆☆☆☆

Marfat.com

کہانت اور اسلام

حضرت سواد بن قارب یمن کے رہنے والے تھے اور مشہور کاہن تھے۔
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مدینہ کے دوران حضرت سواد کو خواب میں ظہور نبوی (ﷺ) کی بشارت ملی۔ رویائے صادقہ دل میں اثر کر گیا۔ فوراً وطن سے مکہ روانہ ہوئے، مگر راستہ میں خبر ملی کہ جس گوہر مقصود (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں نکلے تھے، وہ مدینہ جا چکا تھا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما چکے ہیں۔ یہ خبر سن کر راستہ ہی سے مدینہ لوٹ گئے۔ وہاں پہنچ کر آنحضرت ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت سواد اونٹ بٹھا کر مسجد میں پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صحابہ کرامؓ کا مجمع تھا۔

عرض کی: "یارسول اللہ (ﷺ) کچھ میری داستان بھی سن جائے۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: "قریب آ کر بیان کرو۔"

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر انہوں نے پوری سرگزشت سنائی اور اسی وقت اسلام قبول کیا۔ ان کے اسلام لانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو اتنی مسرت ہوئی کہ ان کے چہروں پر خوشی کا رنگ دوڑ گیا۔ اس غیر معمولی مسرت کا سبب یہ تھا کہ عربوں میں کاہنوں کی بڑی قدر تھی اور انہیں ایک طرح کی مذہبی سیادت حاصل تھی، اس لیے عوام پر ان کے اسلام کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

(سیر الصحابہ جلد ہفتم، صفحہ 83)

☆☆☆☆

Marfat.com

زمانۂ جاہلیت کے نیک کام

حضرت صحصعہؓ بن ناجیہ بنو تمیم میں سے تھے اور وفد بنو تمیم کے ساتھ مدینہ آئے اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پیش کیا تو آپ نے بلا تأمل قبول کر لیا۔ اور قبول اسلام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ قرآنی آیات حاصل کیں پھر پوچھا: ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے جاہلیت میں جو اچھے کام کیے ہیں' کیا وہ قبول ہوں گے؟ اور مجھ کو ان کا اجر ملے گا؟''

فرمایا: ''کون سے اعمال کیے ہیں۔''

عرض کیا: ''ایک مرتبہ میری دس ماہ کی دو حاملہ اونٹنیاں گم ہو گئیں۔ میں ایک اونٹ پر سوار ہو کر ان کی تلاش میں نکلا۔ راستہ میں دو مکان دکھائی دیئے میں ان میں گیا۔ ایک مکان میں ایک پیر مرد نظر آیا۔ اس سے میری باتیں ہونے لگیں۔ اتنے میں گھر سے آواز آئی کہ اس کے گھر میں ولادت ہوئی ہے۔ اس نے پوچھا لڑکا ہے یا لڑکی۔ معلوم ہوا لڑکی ہے۔ اس نے کہا اس کو دفن کر دو۔ میں نے کہا دفن نہ کرو' میں اس کو خریدتا ہوں' چنانچہ میں نے اس کو دو اونٹنیاں بچوں سمیت اور اپنی سواری کا اونٹ دے کر لڑکی لے لی۔ اس طریقہ سے ظہور اسلام تک میں نے تین سو ساٹھ دفن ہونے والی لڑکیوں کو فی لڑکی دس دس مہینہ کی دو دو حاملہ اونٹنیاں اور ایک ایک اونٹ دے کر خریدا۔ اس کا مجھے کوئی اجر ملے گا۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کو خدا نے اسلام کے شرف سے سرفراز کیا ہے' اس لیے ان تمام نیکیوں کا اجر ملے گا۔''

(سیر الصحابہ' جلد ہفتم' صفحہ 96)

سیرت مبارکہ کی روشنی میں مجالس مبارکہ

عادت شریف یہ تھی کہ صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو مسجد ہی میں تشریف رکھتے۔ وہیں لوگ پاس آ بیٹھتے۔ اس مجلس میں مواعظ و نصائح بھی فرماتے۔ لوگوں کے خوابوں کی تعبیر بھی کی جاتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کوئی خواب بھی سناتے۔ ہنسی خوشی کی باتیں بھی ہوتیں۔ شعر بھی پڑھے جاتے۔ کچھ دن چڑھ آتا تو چاشت کی چار یا آٹھ رکعتیں پڑھتے پھر خانہ مبارک میں تشریف لے جاتے۔

نماز عصر کے بعد تھوڑے تھوڑے وقت کے لیے تمام ازواج مطہرات کے ہاں جاتے۔ پھر جس کے ہاں رات ٹھہرنے کی باری ہوتی' وہاں تشریف لے جاتے۔ تمام ازواج وہیں جمع ہو جاتیں۔ عشاء تک یہ صحبت رہتی۔ نماز عشاء کے بعد استراحت فرماتے۔ ازواج رخصت ہو جاتیں۔ نماز عشاء کے بعد بات چیت پسند نہیں فرماتے تھے۔

کسی سے ملاقات ہوتی تو معمول مبارک یہ تھا کہ اسے پہلے سلام کر کے مصافحہ فرماتے۔ کوئی شخص کان میں بات کہنا چاہتا تو جب تک پوری بات نہ کہہ لیتا' آپ ﷺ رخ نہ پھیرتے۔ مصافحت میں جب تک فریق ثانی ہاتھ نہ چھوڑتا' دست مبارک نہ کھینچتے۔ مجلس میں بیٹھتے تو زانوئے مبارک ہم نشینوں سے آگے نہ ہوتے۔

دستور یہ تھا کہ جو شخص ملاقات کے لیے آتا' وہ پہلے السلام علیکم کہتا' پھر حاضری کی اجازت طلب کرتا' جس کسی سے اس دستور کی خلاف ورزی ہوتی تو فرماتے اسے اجازت طلبی کا طریقہ سکھادو۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات کے متعلق سوال کیا' تو آپؓ نے فرمایا:

''آپ (ﷺ) خندہ جبیں' نرم خو اور مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے۔ کوئی برا کلمہ کبھی منہ سے نہ نکلا۔ عیب جو اور تنگ گیر نہ تھے۔ کوئی بات ناپسند ہوتی تو اس سے اغماض فرماتے۔ اپنے نفس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں بالکل دور کردی تھیں۔

(1) بحث ومباحثہ۔

(2) ضرورت سے زیادہ بات کرنا۔

(3) جو بات مطلب کی نہ ہو اس میں پڑنا۔

دوسروں کے متعلق بھی تین ہی چیزوں سے پرہیز کرتے تھے۔

(1) کسی کو برا نہیں کہتے تھے۔

(2) کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے۔

(3) کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ وہی باتیں کرتے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا۔

آپ ﷺ کلام کرتے تو صحابہؓ اس طرح سر جھکا کر اور خاموش ہو کر سنتے' گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جاتے تو پھر صحابہؓ آپس میں بات چیت کرتے۔ کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک ختم نہ کرلیتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ سنا کرتے۔ لوگ جن باتوں پر ہنستے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض مسکرا دیتے۔ باہر کا کوئی آدمی (یعنی اجنبی) بے باکی سے گفتگو کرتا تو آپ تحمل فرماتے۔ دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے' تاہم اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان وانعام کا شکریہ ادا کرتا تو قبول فرمالیتے۔ جب تک بولنے والا چپ نہیں ہو جاتا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات نہیں کاٹتے تھے۔ نہایت فیاض' نہایت راست گو' نہایت نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفعتہً دیکھ لیتا تو مرعوب ہو جاتا لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا' محبت کرنے لگتا اور کہا کرتا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی بھی اس سے پہلے یا بعد میں نہیں دیکھا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت نرم مزاج اور خوش اخلاق تھے۔ چہرہ مبارک پر اس قسم کی کیفیت چھائی رہتی تھی جس سے دیکھنے والے پر لطف وشفقت کا اثر پڑتا۔ گفتگو وقار و متانت سے فرماتے۔ ایک ایک جملہ ٹھہر ٹھہر کر بولتے۔ ہر ایک کو نرمی سے سمجھاتے۔ کبھی

کسی کی دل شکنی گوارانہ فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے اور راستے میں کوئی صحابیؓ مل جاتا تو اسے سوار کرا دیتے اور خود اتر آتے۔

مجلس نبوی ﷺ میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہتی تو نئے آنے والے کے لیے ردائے مبارک (چادر مبارک) بچھا دیتے تھے۔ سلام میں پیش دستی فرماتے۔ راستہ چلتے تو مرد' عورت' بچہ جو سامنے آتا اسے سلام کرتے۔ زبان مبارک پر کبھی کوئی غیر مناسب لفظ نہیں آیا۔ حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ جب کسی پر عتاب کرتے تو فرماتے:

"مالہ ترب جبینہ"

(اسے کیا ہوا' اس کی پیشانی خاک آلود ہو)

محاورے میں اس قسم کے فقرے کا استعمال ہلکے زجر (تنبیہ) کے رنگ میں ہوتا تھا۔

(رسول رحمت)

☆☆☆☆

Marfat.com

ایک انصاری

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ میں ایک انصاری آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"تمہارے گھر میں کچھ پونجی ہے۔"

اس نے کہا:

"ایک ٹاٹ ہے جسے میں اوڑھتا اور بچھاتا ہوں...... ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جا کر لے آؤ۔"

وہ جا کر اٹھا لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہؓ کے سامنے اسے بغرض فروخت پیش کیا۔ ایک صحابی نے ایک درہم پر لینا چاہا۔ دوسرے صحابی نے قیمت میں اضافہ کر کے دو درہم پر لے لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں درہم اس انصاری کے حوالے کیے اور فرمایا:

"ایک درہم کا غلہ لے کر گھر میں دے آؤ اور دوسرے درہم کا ایک بسولا (کلہاڑی کا پھل) خرید کر میرے پاس لاؤ۔"

وہ بسولا خرید لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے اس

Marfat.com

میں دستہ لگایا اور حکم دیا کہ جنگل میں جا کر لکڑی کاٹو اور بیچو۔ پندرہ دن تک میں تمہاری صورت نہ دیکھوں۔

وہ لکڑی کاٹ لایا اور اسے فروخت کیا۔ دس درہم ہاتھ آئے۔ یہ رقم لے کر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا:

"اس رقم سے کچھ غلہ اور کچھ کپڑا خرید کر کھاؤ اور پہنو۔ گداگری سے یہ بہتر ہے وہ تو آدمی کے چہرے کا داغ ہے' صرف اپاہج لوگوں کے لیے جائز ہو سکتی ہے۔"

(رسول رحمت' صفحہ 705-708)

☆☆☆☆

Marfat.com

صبر و حلم

ایک یہودی کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقروض تھے۔ اگرچہ ادائے قرض کے وعدے میں تین روز باقی تھے' مگر یہودی ہمیشہ سے سرمایہ پرست چلے آرہے ہیں۔ وہ تین روز پہلے ہی آکر تقاضا کرنے لگا اور بھری مجلس میں یہ بھی کہہ گزرا کہ عبدالمطلب کے خاندان کے لوگ بڑے نادہندہ ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے یہودی کو سختی سے جھڑک دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

"عمر تمہیں لازم تھا کہ میرے ساتھ اور اس شخص کے ساتھ اور طرح کا برتاؤ کرتے۔ مجھے حسن ادا کے لیے کہتے اور اسے حسن تقاضا سکھاتے۔"

پھر یہ فرماتے ہوئے کہ اگرچہ وعدہ پورا ہونے میں ابھی تین دن باقی ہیں' لیکن حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس کا قرض ادا کردو اور بیس ساع (ایک وزن ہے) جنس زیادہ دینا کیونکہ تم نے اسے سختی سے ڈانٹا تھا۔

(رسول رحمت' صفحہ 692)

....

(قاضی سلمان مرحوم فرماتے ہیں کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم (نرم دلی) کے متعلق جو کچھ سن رکھا تھا' اس کی آزمائش کے لیے یہ حرکت کی تھی اور یہی واقعہ اس کے بعد اسلام لانے کا باعث بنا۔)

☆☆☆☆

Marfat.com

عدل وانصاف

مشہور واقعہ ہے کہ بنی مخزوم میں سے ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی۔ بعض لوگ اسے چھڑانا چاہتے تھے اور اس غرض سے اسامہؓ بن زیدؓ کو سفارشی بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ کی درخواست سنی تو فرمایا:

"کیا تم حدود خداوندی میں سفارش کرتے ہو؟"

پھر خطبہ دیا جس میں ارشاد ہوا:

"پہلی امتیں صرف اسی وجہ سے برباد ہوئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کا مرتکب ہوتا تو اس سے چشم پوشی کی جاتی۔ کوئی معمولی آدمی پکڑا جاتا تو اسے سزا دلاتے۔ خدا کی قسم اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو اسے بھی قطع ید (ہاتھ کاٹنے) کی سزا ضرور دی جاتی۔

(رسول رحمت' صفحہ 687)

☆☆☆☆

Marfat.com

کتابیات

1- معارف الحدیث جلد اول — مولانا محمد منظور نعمانی

2- چہل حدیث — مفتی عتیق الرحمٰن

3- سیر الصحابہؓ (کامل۔9 جلدیں) — شاہ معین الدین ندوی رحمتہ اللہ علیہ

4- حیاۃ صحابہؓ (مکمل) — مولانا محمد یوسف رحمتہ اللہ علیہ

5- رسول رحمت — مولانا ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ

6- محسن انسانیت — نعیم صدیقی

7- تیس پروانے شمع رسالتؐ کے — طالب ہاشمی

8- آسمان ہدایت کے ستر ستارے — طالب ہاشمی

9- خیر البشر کے چالیس جاں نثار — طالب ہاشمی

10- رحمت دارین کے سو شیدائی — طالب ہاشمی

11- سرور کائنات کے ایک سو پچاس چراغ — طالب ہاشمی

12- فوز و سعادت کے ایک سو پچاس چراغ — طالب ہاشمی

13- نبی اکرم ﷺ کاشانۂ نبوی میں — علی اصغر چودھری

14- نبی اکرم ﷺ کی مسکراہٹیں — علی اصغر چودھری

15- حضرت محمد ﷺ ہجرت سے الرفیق الاعلیٰ تک — علی اصغر چودھری

Marfat.com

اسلامی کتب

صحابہ کرام اور عشق حبیب ﷺ کے تقاضے	علی اصغر چودھری
نبی اکرم ﷺ کی مسکراہٹیں	علی اصغر چودھری
الکتاب کے آئینے میں انسان اور ابلیس	علی اصغر چودھری
قرآن مجید اور پانچ انسانی قوتیں	علی اصغر چودھری
قرآن مجید کوئز	علی اصغر چودھری
رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات و معمولات	محمد کلیم آرائیں
سیرت پاک ﷺ کوئیز	محمد کلیم آرئیں
صحابہ کرام کوئز	محمد کلیم آرائیں
صحابیاتؓ کوئز	سعدیہ کلیم آرائیں
پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں	ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی
لبیک	ممتاز مفتی
سیرت نبوی ﷺ کے منہاج	پروفیسر سمیع اللہ قریشی
نام۔۔بچوں کے نام	افضال احمد/اعجاز احمد
عربی خود سیکھئے	پروفیسر رفیع اللہ شہاب
کشت زربار	پروفیسر احمد رفیق اختر
سلام و پیام	داؤد رہبر
کلچر کے روحانی عناصر	
نشان منزل (پابندی صوم	
جدید دور کے مسائل اور ا	

م 28 علی اصغ 297.9921
80095-U-67

Rs. 150.00

www.sang-e-meel.com
ISBN 969-35-1216-2
9789693512168

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
کی مُبارک مجلسیں

علی اصغر چوہدری

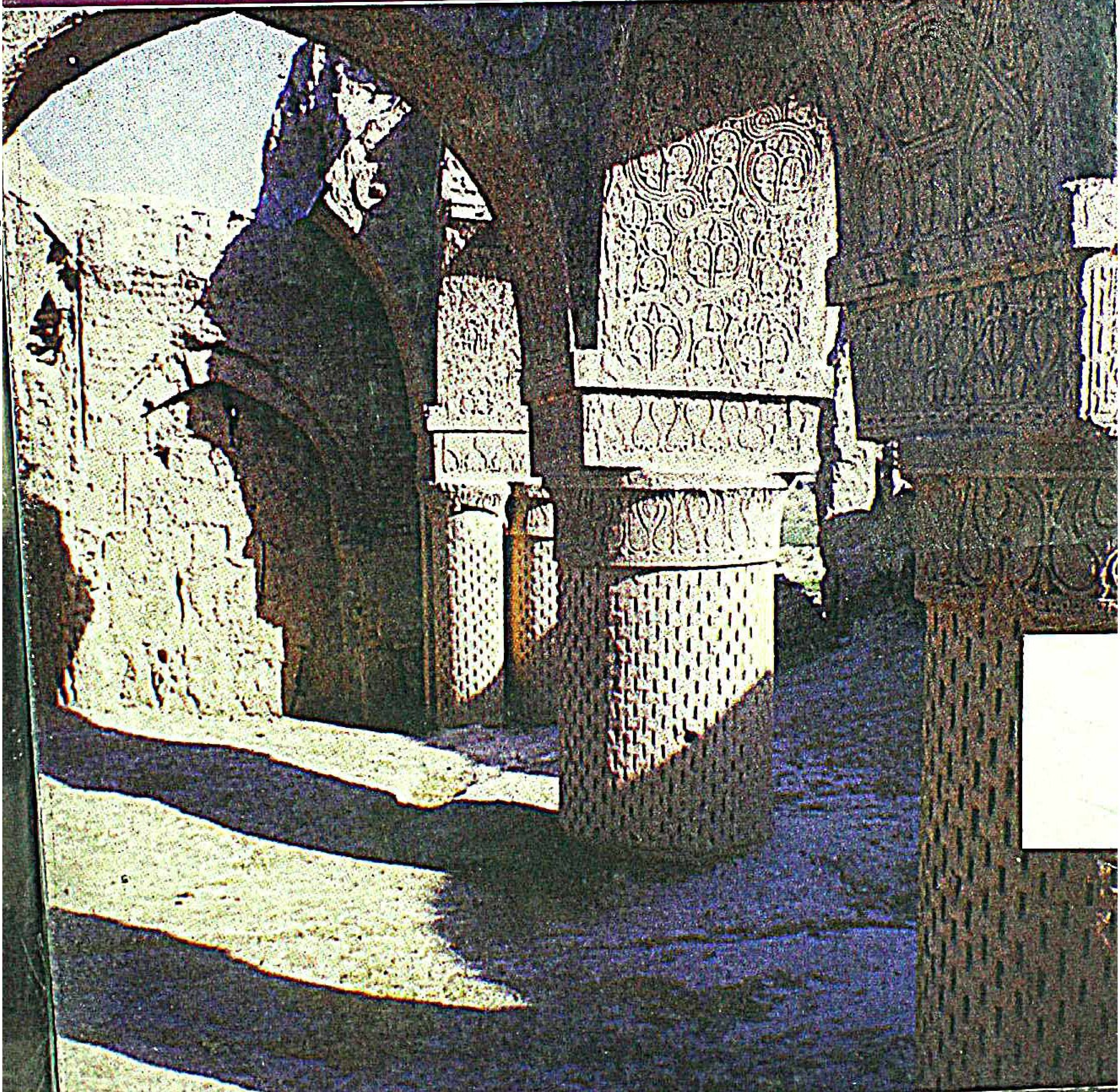

Marfat.com